جامعہ مدنیہ لاہور کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ لاہور

بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ

نگران
مولانا سید رشید میاں مدظلہٗ
مہتمم جامعہ مدنیہ، لاہور

اکتوبر ۱۹۹۹ء

جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ

حسد کے قابل دو شخص

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم "لاحسدَ الّا فِی اثنتینِ رجُلٍ آتاہُ اللہ مالاً فسلّطہٗ علیٰ ھلکتِہٖ فِی الحقِّ ورجُلٍ آتاہُ اللہُ الحِکمۃَ فھُوَ یقضِی بِھا ویُعلِّمُھا۔"[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر کرنا جائز نہیں، ایک تو وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اُسے راہِ حق میں خرچنے کی توفیق دی، دوسرا وہ شخص جسے خُدا نے حکمت عطا کی، چنانچہ وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور دوسروں کو حکمت سکھاتا ہے

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم "لاحسدَ الّا علیٰ اثنتینِ رجُلٍ آتاہُ اللہُ القرآنَ فھُوَ یقُومُ بِہٖ آناءَ اللّیلِ وآناءَ النّھارِ ورجُلٍ آتاہُ اللہُ مالاً فھُوَ یُنفِقُ مِنہُ آناءَ اللّیلِ وآناءَ النّھارِ"[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ ایک تو وہ جسے حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی اور وہ رات دن اس میں مشغول رہتا ہے دوسرا وہ جس کو حق سبحانہٗ نے مال عطا فرمایا اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہے۔

دونوں احادیثِ مُبارکہ میں جس حسد کا تذکرہ آیا ہے اُس سے مُراد یہ ہے کہ اگر شریعت میں کسی سے حسد کرنا جائز ہوتا تو یہ دو شخص اس قابل تھے کہ اِن سے حسد کیا جاتا۔

یا حسد سے مُراد رشک کرنا ہے اس صُورت میں مطلب یہ ہوگا کہ یہ دو شخص اس قابل ہیں کہ ان پر رشک کیا جائے۔

---

[1] بخاری ومسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص۳۲ [2] بخاری مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص۱۸۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۷ | جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ ـ اکتوبر ۱۹۹۹ء | شمارہ : ۱۳

مدیر
سیّد محمود میاں
مُدرّس و نائب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۲ روپے	سالانہ	۱۳۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات دبئی	،،	۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش	،،	۶ امریکی ڈالر
امریکہ افریقہ	،،	۱۶ ڈالر
برطانیہ	،،	۲۰ ڈالر

○ اس دائرہ میں سُرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ . . . سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ . . . . . ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
کوڈ ۵۴۰۰۰ فون ۲۰۱۰۸۶-۷۷۲۴۲۷۳-۷۷۲۹۶۹۱
فیکس نمبر ۷۷۲۶۷۰۲ - ۴۲ - ۹۲

○

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

حرفِ آغاز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳

درسِ حدیث ۔۔۔۔۔ حضرت مولانا سیّد حامد میاں رح ۔۔۔۔۔ ۷

حمدِ باری تعالیٰ ۔۔۔۔۔ نصیر الدّین نصیر پیر آف گولڑہ شریف ۔۔۔۔۔ ۱۳

مکتوب مدنی ۔۔۔۔۔ حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رح ۔۔۔۔۔ ۱۴

آبِ زم زم ۔۔۔۔۔ مولانا عبد الحفیظ صاحب ۔۔۔۔۔ ۱۶

حجاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۱

حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رح کا والہ نامہ ۔۔۔۔۔ ۲۶

مارٹن لنگز کا فلسفۂ وحدتِ ادیان ۔۔۔۔۔ حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الواحد صاحب ۔۔۔۔۔ ۳۰

حاصلِ مطالعہ ۔۔۔۔۔ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ۔۔۔۔۔ ۴۳

تقریظ و تنقید ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۲

اخبار الجامعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۲

بزمِ قارئین ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۳

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

انڈیا میں رابطے کے لیے

حضرت مولانا سیّد رشید الدّین صاحب حمیدی مدظلہ العالی، مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد یو۔پی۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وہ لوگ کہ اگر ہم اُن کو قدرت دے دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرائی سے منع کریں اور ہر کام کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔ پ۱۷ رکوع ۱۳

وہ پاکیزہ جماعت جس کو اللہ تعالیٰ اقتدار کی نعمت سے اس لیے نوازتا ہے تاکہ وہ اللہ کے اُتارے ہوئے قانون کو زمین پر نافذ کریں اور انبیاء علیہم السّلام کی نیابت کا حق ادا کریں۔ اس دَور میں اس جماعت کے افراد کا تعلّق جنوبی ایشیا سے ہے جہاں دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ عُلماء کے طفیل جامعات اور مدارسِ دینیہ کا جال پھیلا ہُوا ہے جن کی بدولت دُنیا بھر میں اللہ کا سچّا دین کسی نہ کسی شکل میں زندہ ہے۔ اہلِ ایشیا بالعموم جبکہ ہندو پاک اور افغانستان کے باسی بالخصوص اس خدائی چناؤ پر اس کے حضور جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ برّصغیر میں تقریباً دو سو سال سے انگریز اور اس کے آلہ کاروں کے ساتھ برسرِ پیکار عُلماء حق کی قربانیاں رنگ لاتی ہُوئی نظر آرہی ہیں۔ عُلماء حق اور اُن کے پیروکار افغانستان میں کُفر کے ساتھ معرکہ آرائی میں مصروف ہیں۔ انتہائی درجہ کی غربت و افلاس کے باوجود اُن کے مرد و زن جس ثابت قدمی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اللہ ہی

اس کا اچھا بدلہ اُن کو عطاء فرما سکتا ہے۔ ہمارے اور آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔ اُن کی یہ ثابت قدمی اور قربانیاں سارے عالمِ اسلام پر قرضہ ہیں۔ کفران درویشانِ باخُدا کے خلاف متّحد ہو چکا ہے۔ جہادی تنظیموں اور مدارس کے خلاف عالمی سطح پر امریکہ برطانیہ اسرائیل رُوس اور بھارت سَر جوڑ کر بیٹھ چکے ہیں اُن کی جانب سے عُلماء دیوبند کے مدارس کے خلاف مسلّح دہشت گرد کارروائیوں کے ہمارے خدشات دُرست ہوتے نظر آرہے ہیں۔ کُفر یہ جان چکا ہے کہ برّ صغیر میں ہمارے دیے ہُوئے نظامِ تعلیم کے تحت چلنے والے کالج و یُونیورسٹیوں کی پیداوار دینی مدارس کے فضلاء کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہورہے ہیں وہ پٹواری سے لے کر وزیرِ اعظم تک اور پولیس تنظیموں سے لے کر اعلیٰ عدالتی نظاموں تک ہر شعبہ میں اپنی برتری ثابت کر چکے ہیں۔ حتّٰی کہ میدانِ جنگ میں دُنیا کی سپر پاور رُوس کو ایسی شکست دی ہے کہ جس کی مثال دُنیا میں ملنی مشکل نظر آتی ہے اور اَب اُن کے فاتحانہ قدم وسطی ایشیا کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں اور انشاء اللہ بڑھتے ہی رہیں گے۔ ان کے قدموں کی چاپ سے ہزاروں میل دُور بیٹھے امریکہ اور برطانیہ پر لرزہ طاری ہے۔ جبکہ رُوس کے قلب ماسکو میں بلند وبالا عمارتیں زمین بوسی کی لذّت آشنائی اختیار کرتی چلی جارہی ہیں ——— اتنے مضبوط اور ظاہری شان و شوکت والے کُفر نے چند صدیوں سے ایسی ذلّت پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اس لیے اس زخمی سانپ سے ہمہ وقت ہوشیار رہنا ہر مُسلمان کے لیے ضروری ہے۔ حال ہی میں مدارس کے خلاف اس کی دہشت گرد کارروائیوں کا نشانہ کراچی کا دینی مدرسہ "اشرف المدارس" بنا جہاں چند منٹ کے وقفوں سے دو بم پھٹے جس کے نتیجہ میں ۱۸ طالب علم زخمی ہُوئے۔

پُوری دُنیا میں "عُلماء دیوبند" کے نام مشہور و معروف عُلماءِ حق کی جماعت کی حیثیّت اس دَور میں "سفینۂ نوح" کی ہے جو اس سے وابستہ رہا اور اس میں سوار ہُوا تو انشاء اللہ ضرور بالضرور دُنیا و آخرت میں سرخرو رہے گا اور جو اُن سے ٹکرائے گا بالآخر پاش پاش ہوجائے گا۔ کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ من عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب جو میرے ولی اور دوست سے عداوت اختیار کرے گا تو میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے۔

---

۲۵ ستمبر کے روزنامہ صحافت نے ایک باتصویر خبر شائع کی جس کو پڑھ کر ہر غیرت مند مُسلمان کا خون کھول اُٹھتا ہے۔ تصویر میں بھارت میں متعیّن پاکستان کے ہائی کمشنر اشرف جہانگیر قاضی کی جواں سال بیٹی ایک سکھ جسونت سنگھ کو بوسہ دے رہی ہے تصویر میں لڑکی کی ماں یہ منظر دیکھ کر مُسکراتی نظر آرہی ہے۔ ایک طرف بھارت سمیت کُفّار کے مُسلمانوں پر بے تحاشا مظالم اور مسلسل سازشیں اور دوسری طرف ان "دیّوس" ماں باپ کی "بے غیرت بیٹی" کی "ہوس پرستی" حکومتِ پاکستان اور پاکستان کے غیرت مند مُسلمانوں کے مُنہ پر طمانچہ ہے۔ حکومتِ پاکستان اس "بے حیاء سفیر" کو فوری طور پر اس منصب سے برطرف کر کے قومی سطح کا ناپسندیدہ شخص قرار دے کر عبرت ناک سزا دے ورنہ تو وہ خود بھی . . . . .

نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ارشاد بالکل برحق ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتّٰی کہ "ذلیل کی اولاد" دُنیا میں باعزّت جانی جائے گی (اور اہم عہدے اُن کے سپرد کر دیئے جایا کریں گے)

روزنامہ صحافت کی خبر کا پُورا متن قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

"نئی دہلی (کے پی آئی) بھارت میں متعیّن پاکستان کے ہائی کمشنر اشرف جہانگیر قاضی کی اہلیہ اور بیٹی نے مشرقی روایات، اخلاقی اقدار شرم وحیا سے بے پروا ہو کر ممتاز بھارتی مصنّف خشونت سنگھ کی طرف سے "عورتوں کی صحبت" کے نام سے منعقد کی جانے والی تقریب میں شرکت کی۔ بے شرمی اور بے حیائی کے نہ صرف تمام ریکارڈ توڑ دیے بلکہ اس واقعہ سے آگاہ ہونے والے پاکستانیوں کے سر شرم سے جھکا دیے۔ واقعات کے مطابق "جنسی اختلاط" کے علمبردار ۸۵ سالہ بھارتی مصنّف خشونت سنگھ نے گزشتہ روز نئی دہلی میں اپنے نئے انگریزی ناول "ان دی کمپنی آف وومن" کی تقریب رونمائی منعقد کی جس میں بقول خشونت سنگھ کے خوبصورت جوان اور پرکشش خواتین کو بطورِ خاص مدعو کیا گیا۔ نئی دہلی میں متعیّن پاکستان کے ہائی کمشنر اشرف جہانگیر قاضی کی اہلیہ اور بیٹی نے بھی بطور خاص تقریب میں شرکت کی۔ جمعہ کے روز شائع ہونے والے بھارتی اخبارات نے تقریب کی روداد اور تصاویر بھی شائع کیں۔ ان تصاویر میں اشرف جہانگیر قاضی کی بیٹی کی ایک تصویر "انڈین ایکسپریس" نے صفحہ اوّل پر نمایاں طور پر شائع کی، جس میں خشونت سنگھ، اشرف جہانگیر کی بیٹی کا مُنہ چوم رہے

ہیں اور اُس کی والدہ ساتھ کھڑی ہنس رہی ہیں۔ یاد رہے خشونت سنگھ کے اس ناول کی دس ہزار کاپیاں صرف تین ہفتوں میں فروخت ہوچکی ہیں "۔

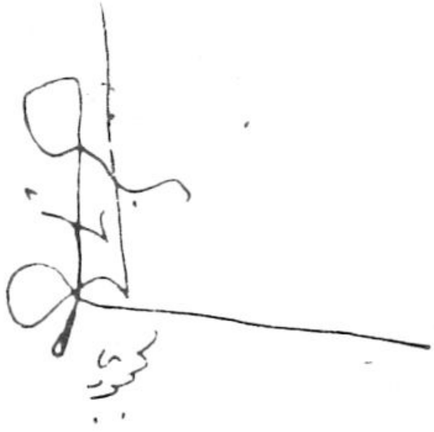

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی

ختم نبوت کانفرنس

۱۸ اٹھارویں سالانہ

مسلم کالونی چناب نگر

۷، ۸ اکتوبر ۱۹۹۹ء مطابق ۲۶، ۲۷ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ بروز جمعرات، جمعہ

زیر صدارت

مخدوم المشائخ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان

علماء، مشائخ

سیاسی قائدین

دانشور اور وکلاء

خطاب فرمائیں گے

فون نمبرز

ملتان	کراچی	لاہور	اسلام آباد	سرگودھا	گوجرانوالہ	فیصل آباد	چناب نگر	کوئٹہ	ٹنڈو آدم
514122	7780337	5862404	829186	710474	215663	633522	212611	841995	71613

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

درس حدیث

مناقب حضرت زبیر رض، غزوۂ خندق کے بعد سود خور یہودیوں کے خلاف کارروائی کا حکم، حضرت زبیر رض کا رجوع کرتے ہوئے حضرت علی رض کے مقابلہ سے دست بردار ہونا اور حالتِ نماز میں شہادت، حضرت علی رض کی حقانیت کی دلیل۔

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۵ سائیڈ بی ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۳ء

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمّد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! عَنِ الزُّبَیْرِ قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّاْتِیْ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ فَیَاْتِیْنِیْ بِخَبَرِھِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ فَقَالَ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ [1]

ترجمہ : حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو "بنو قریظہ" (یہودیوں) کے علاقہ میں ــــ جانے کو تیار ہو اور مجھ کو ان کے (خفیہ) حالات کی اطلاع دے تو میں گیا جب میں واپس لوٹا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے (خوش ہو کر) اپنے ماں باپ کو جمع فرمایا اور فرمایا تجھ پر میرے ماں باپ قربان

پچھلے درس کا تسلسل

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ کے مناقب بیان ہو رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کا ایک حواری ہے یعنی بہت ہی مخلص مددگار وَحَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ اور میرے ایسے مخلص مددگار زبیر رض ہیں تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات ارشاد

---

[1] مشکوٰۃ ص : ۵۶۵

فرماتے ان کتابوں میں آتا ہے کہ وہ بہت بہادر تھے اور اُن کے واقعات الگ بھی آتے ہیں بہادری کے اور ایسی بہادری کہ ــــــــ دوسرا کوئی وہ کام نہ کر سکا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، مَن یَّاتِیْنِیْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ یَوْمَ الْاَحْزَابِ کہ (غزوہ) احزاب کے دن (فرمایا) کون خبر لائے گا (دُشمن کے خفیہ حالات کی) تو حضرت زبیرؓ نے عرض کیا کہ میں، جب یہ وہاں سے روانہ ہوئے تو اس وقت بھی یہ جملہ ارشاد فرمایا ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

مدینہ منوّرہ کے آس پاس سود خور بنوقریظہ اور دیگر یہودی قبائل کا ذکر

بنی قریظہ یہ مدینہ منورہ کے آس پاس اُنہوں نے بستیاں بنا رکھی تھیں۔ بنو قریظہ، بنو نظیر، بنو قینقاع اس طرح سے یہ لوگ تھے بنو قینقاع غالباً "سنار" تھے اور سب کا یہی تھا سلسلہ کہ سود پر روپیہ دیتے تھے۔ یہ سودی کاروبار اُن کا پُرانا طریقہ چلا آرہا تھا تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب غزوہ خندق سے فارغ ہو کر چند میل کے فاصلہ سے مدینہ منورہ میں واپس تشریف لائے ۔ کیونکہ غزوہ احزاب تو مدینہ شریف ہی میں ہُوا تھا۔ خندق مدینہ شریف کے پاس ہی کھودی گئی تھی وہاں سے جب گھر تشریف لائے۔

غزوہ خندق کے فوراً بعد مدینہ منوّرہ کے بدعہد یہودیوں سے قتال کا حکم

تو پھر حضرت جبرئیل علیہ السّلام یہ حکم لائے کہ یہ جو کفار ہیں یہودی ان کی طرف جائیں، یہودیوں کا یہ طریقہ تھا کہ وہ مُسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کر لیتے تھے مگر غدر بھی کرتے رہتے تھے۔

دُنیا میں سب سے پہلا طویل تحریری معاہدہ

جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اُن کا معاہدہ تھا اور بڑا طویل معاہدہ تھا۔ کہتے ہیں کہ دُنیا میں سب سے پہلا اتنا صاف اور طویل تحریری معاہدہ تھا، اُس میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ یہود مدینہ منوّرہ کے اور دوسرے اور مُسلمان یہ سب ایک اُمّت ہیں یعنی ایک جماعت ہیں اور ایک کو تکلیف ہوگی تو دوسرا مدد کرے گا۔

غدّاری یہودیوں کی پُرانی فطرت ہے

مگر اِن کا طریقہ یہ رہا کہ یہ تو مُخبری کرتے تھے مکّہ مکرّمہ پیغامات بھیجتے

تھے۔ اطلاعات بھیجتے تھے۔ اُبھارتے تھے کہ آؤ حملہ کرو، شرارت میں لگے رہتے تھے تو کئی سال اسی طرح گزر گئے۔

یہود کی جانب سے نبی علیہ السّلام کو شہید کرنے کی کوشش

اور اُن کی کوشش یہ تھی کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو شہید کر دیں ایک دفعہ ایک جگہ آپ تشریف لے گئے کسی ضرورت سے وہاں جب تشریف فرما ہوئے۔ دیوار کے پاس تو پھر اللہ تعالٰے نے بتا دیا کہ یہاں سے ہٹ جائیں جبرئیل علیہ السّلام کے ذریعے اور اُنھوں نے وہاں ایسی جگہ بنائی تھی کہ جب وہاں تشریف فرما ہوں تو وہ اُوپر سے بڑا پتھّر پھینک دیں۔

گویا دھوکے سے شہید کرنے کی ترکیب تھی، اس طرح کی تدابیر اور سازشیں اور مکّہ مکرمہ میں رہنے والے دُشمنوں کو اُبھارنے حملہ کے لیے آمادہ کرنے پر یہ لوگ لگے ہوئے تھے اور مدینہ شریف کے آس پاس جو یہودی تھے وہ بھی یہ اسی طرح کرتے رہتے تھے۔

یہودی اور مشرک مسلمانوں سے عداوت میں سب سے بڑھ کر ہیں

قرآن پاک میں بھی ہے لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ سب سے زیادہ مُسلمانوں سے عداوت میں اُن لوگوں کو پاؤ گے جو یہودی ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اور جو لوگ مُشرک ہیں اُنھیں بھی، اور عیسائیوں کو اتنی عداوت نہیں ہے، لیکن یہ اُس دَور کی بات ہے ہمیشہ کی نہیں، اُس دَور میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں یہ صُورت تھی کہ یہ سب سے زیادہ شدید تھے عداوت کے اندر بے رحمی میں کسی پر اُنھیں ترس نہیں آتا تھا۔

صحابی کا قرضہ مانگنا، اور سود خور یہودی کی گندی ذہنیت

ایک صحابی نے (یہودی سے) قرض مانگا اُس نے کہا کہ میرے پاس گروی رکھ دو کچھ، کہا کیا رکھیں؟ کہنے لگا اپنی عورتوں کو رکھ دو۔ تو سود پر قرض دیتا تھا تو وہ گروی میں بھی مانگتا تھا عورتوں کو یہ کس قدر ذہنی خرابی تھی کہ قرض دے کر اُس سے نفع اُٹھانا بھی لازمی تھا (یہودی کے نزدیک) اُنھوں نے کہا کہ عورتیں کیسے رکھ دوں؟ حالانکہ وہ یہودی اُس کا رضاعی بھائی تھا۔ دُودھ شریک بھائی تھا۔ کہنے لگا کہ پھر اپنے بچّوں کو میرے پاس گروی رکھ دو، اُنھوں نے کہا کہ بچّوں کو اگر گروی رکھیں گے تو بعد میں طعنہ دیا جائے گا کہ تیرے باپ نے تو تجھے گروی رکھ کے گیہوں لیا تھا۔ "وَسَقٌ" یا "وَسَقَیْنِ" چند من اسکا حساب

بنتا ہے۔ دو مہینہ کا خرچہ یا ایک مہینہ کا خرچہ۔ ہاں ہتھیار ہم تمہارے پاس رکھ دیں گے تو گروی بغیر وہ تیار نہیں تھوا دینے کے لیے اور جو اُس کا اپنا ذہن تھا جو زبان سے اُس نے اپنے کہی بات وہ ایسی تھی گندی کہ دوسرا آدمی بعد میں نہایت بے غیرت ہوجائے کہ اپنی بیوی کو بچیوں کو گروی رکھے کسی کے پاس۔ یہ تو اسے انتہا درجہ ذلیل سمجھنا اور پھر بے غیرت بنا دینے والی بات تھی اُن کا اپنا ذہن یہ تھا کہ بچوں کو رکھ دیتے تھے وہ بھی ایسی ہی بات تھی تو اِن لوگوں کا ذہن خراب تھا اور اُس کے ساتھ ساتھ عداوت، سازش، اہلِ مکّہ کو اُبھارنا جہاں جہاں بھی ہوسکتا تھا مخالفت کرتے ہی تھے۔

یہودیوں کے خلاف کارروائی کا آغاز، حضرت زبیرؓ کا کارنامہ اور نبی علیہ السلام کا داد دینا

تو بنو قریظہ کے پاس جانے کا جب حکم ہُوا غزوۂ احزاب سے فراغت کے بعد تو آپ نے فرمایا کہ کون آدمی ہے ایسا کہ جو وہاں جائے بنو قُریظہ کے پاس اور اُن کے خفیہ حالات معلوم کر کے مجھے لا کر دے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے کہا کہ مَیں جاتا ہوں اور میں گیا اور پُوری معلومات کر کر لایا فَلَمَّا رَجَعْتُ جب میں واپس آیا تو میں پُوری معلومات کر لایا تھا جَمَعَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے ایسے کلمات سے خطاب فرمایا کہ جو بہت ہی کم ہوں دو تین واقعے اِس طرح کے ہَیں جن کے لیے آپ نے یہ کلمات استعمال فرمائے ہوں، ایک واقعہ یہ بھی ہے۔ فَقَالَ فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ آپ نے یہ جملہ فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں یہ بہت ہی بڑی نہایت زیادہ محبّت اور اُن کے کام کو بہت ہی استحسان کی نظر سے دیکھنے کی دلیل ہے بہت بڑا جُملہ ہے جو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِنہیں دیا۔

بصرہ میں حضرت زبیرؓ کا حضرت علیؓ کے مقابل آنا پھر رجوع کرنا اور بصرہ کے قریب شہادت اور حضرت علیؓ کے حق پر ہونیکی دلیل

ان کی وفات ہوتی ہے بصرہ میں شہادت سے، وہاں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل تھے، میدانِ جنگ ہی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مَیں تم سے باتیں کرنی چاہتا ہوں۔ رشتہ داری تھی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پھوپھی زاد بھائی تھے تو حضرت

علی رضی اللہ عنہ کے بھی پھوپھی زاد بھائی ہُوئے تو ملاقات ہُوئی اور پھر حضرت علی رض نے ایک واقعہ یاد دلایا کہ ایک دفعہ ایسے ہُوا تھا کہ مَیں باتیں کر رہا تھا آپ سے خوش مزاجی کی تو آپ نے کہا کہ یہ علی جو ہیں یہ خوش طبعی نہیں چھوڑتے "دَعَبَ" دَعَبَ کا مطلب یہی ہے یعنی خوش مزاجی کے جُملے کہہ دینا ہنستے رہنا یہ یہ نہیں چھوڑتے اور اُس وقت ماحول ایسا بنا ہُوا تھا کہ آپ میری باتوں سے اُس وقت بہت ہی محظوظ ہو رہے تھے۔ لُطف اُٹھا رہے تھے اور بڑے خوش تھے جیسے کہ ساتھی دوست اور رشتہ دار ہُوا کرتا ہے تو اُس وقت آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ اُس دن کیسا ہو گا جب تم (اے زبیر) ان کے مقابل آؤ گے اور (اے زبیر) تم غلطی پر ہو گے۔ یہ ایک بات ہوئی جو گزر گئی ذہن میں بھی نہ رہی تھی۔

تو اَب یہ بات اُن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جَمل والے دن کہی کیونکہ اِس سے پہلے کبھی ایسا دَور آیا ہی نہیں تھا کہ آپس میں اختلاف ہُوا ہو، کبھی ایسی صورت پیش ہی نہیں آئی۔ اچانک چند ماہ کے اندر اندر یہ چیز پیش آئی اور اس درجہ کے پھر سامنے جو مقابل ایک لشکر تھا۔ اُس میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے اگرچہ وہ لشکر اس نیت سے تیّار نہیں کیا گیا تھا کہ حضرت علی کے لشکر سے مقابلہ ہو گا، اُن لوگوں کی یہ نیت نہیں تھی۔

قتل کا بدلہ خود نہیں لیا جاتا بلکہ حاکم سے کہا جاتا ہے وہ اس کی تلافی کرتا ہے

مگر ہوتا یہ ہے قاعدہ کہ اگر کسی کا قتل ہو جائے یا کچھ ہو جائے تو حکومت سے کہا جاتا ہے اور حکومت اُس کی تلافی کرتی ہے یہ نہیں ہُوا کرتا کہ خود بخود آدمی اپنا بدلہ لے لے، جب کسی کا بدلہ کوئی بھی کھڑا ہو اور لے لے تو پھر فساد پڑ جاتا ہے۔ فلاں آدمی نے فلاں آدمی کو مارا ہے۔ لہٰذا ہم اُس کو ماریں گے تو پھر فساد پڑ گیا اچّھا وہ فسادی جنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا وہ تو اسی وقت وہیں مارے گئے تھے۔ کچھ وہاں سے بھاگ بھی گئے تھے۔ بصرہ چلے گئے کوفہ چلے گئے ______ فسطاط چلے گئے یعنی مصر۔

حضرت زبیر رض کی حضرت علی رض کے مقابلہ سے دست برداری

(تو حضرت علی رض نے جب یہ واقعہ یاد دلایا) تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو وہ بات یاد آئی اور پھر اُنھوں نے میدانِ جنگ سے روانگی کے لیے فرمایا کہ میں واپس جا رہا ہوں واپس تشریف لے گئے (اور حضرت علی رض

کے مقابلہ سے دست بردار ہوگئے) جب وہ میدانِ جنگ سے واپس ہوئے تو جو آس پاس لوگ تھے اِدھر اُدھر بھی لشکر میں تھے کچھ نے کہا کہ ہمیں تو یہاں میدانِ جنگ میں لے آئے اور اَب خود گھر جانے کے لیے کہہ رہے ہیں اور گھر جا رہے ہیں تو چند آدمی پیچھے لگ گئے۔ مسلّح یہ بھی تھے مسلّح وہ بھی تھے لشکر میں سے جو جا رہے تھے

شہادت سے پہلے حضرت زبیرؓ کا کشف قرض کی فکر، اور بیٹے کو نصیحت

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ تردد ہوا کہ یہ لوگ ہمارے ساتھ ٹھیک نہیں ہیں اور صبح ہی صبح اُنہیں کشف ہو گیا کہ آج میں شہید ہو جاؤں گا۔ حضرت زبیرؓ نے اپنے بڑے بیٹے عبداللہ کو بلا کر فرمایا کہ آج جو مارا جائے گا وہ یا ظالم ہوگا یا مظلوم ہوگا۔ دونوں میں سے ایک بات ہوگی اور مجھے ایسے لگتا ہے کہ مَیں مظلومیت کی حالت میں مارا جاؤں گا تو یہ حساب کرو کہ میرا قرض کتنا بنتا ہے تو قرض کا حساب کیا پھر کچھ ہدایت ادائیگی کے لیے کہ ایسے کرتے رہنا اور اِنھوں نے یہ فرمایا کہ جب تم پریشان ہو تو میرے مولا سے مدد چاہنا — اب عبداللہ کہتے ہیں کہ میری تو سمجھ میں نہیں آیا کہ مولا سے کیا مُراد ہے اُن کی؟ تو مَیں نے پُوچھا یَا اَبَتِ مَنْ مَوْلَاکَ آپ کے مولا کون ہیں؟ تو کہنے لگے اللہ۔

والد کی نصیحت پر عمل کی برکت

تو عبداللہ کہتے ہیں کہ بعد میں جب مَیں نے قرض ادا کیا تو جہاں بھی کوئی چیز پیش آئی تو مَیں نے یہی الفاظ استعمال کیے کہ اے زبیر کے مولا! یہ کام کر دے تو وہ کام اُن کا ہوتا رہا۔ تو اس کام سے فارغ ہو کر ایک جگہ پہنچے "وادی سباع" نام ہے اُس کا۔ گویا بصرہ سے باہر نکل کر تو نماز کا وقت آگیا۔

حالتِ نماز اور دھوکہ سے شہادت

تو انھوں نے (ان مشکوک لوگوں سے) فرمایا کہ دیکھو بھئی مجھے تمہاری طرف سے اندیشہ ہے اگر تم اطمینان دلاؤ بات کرو پکی، عہد کرو تو میں نماز پڑھ لوں یعنی اگر تم مجھے امن دیتے ہو تو مَیں نماز پڑھ لیتا ہوں ورنہ یہ بھی خطرے میں تھے اور وہ بھی، ایک دوسرے سے اور ویسے (کھل کر اعلانیہ) حملہ کرنے کی ہمّت اُس میں نہیں تھی تو اُس نے کہا کہ ہاں بالکل اطمینان سے آپ نماز ادا کریں یہ اُس نے دھوکا دیا اُنھوں نے نماز پڑھی جب وہ سجدہ میں گئے تو پھر اُس نے شہید کر ڈالا (عمرو) بن جرموز اُس کا نام تھا تو اس طرح ان کی شہادت

(بقیہ بر صفحہ ۲۰)

حمدِ باریٔ تعالیٰ

کس سے مانگیں، کہاں جائیں، کس سے کہیں، اور دنیا میں حاجت روا کون ہے؟
سب کا داتا ہے تو، سب کو دیتا ہے تو، تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے؟
کون مقبول ہے، کون مردود ہے، بے خبر! کیا خبر تجھ کو، کیا کون ہے؟
جب تلیں گے عمل، سب کے میزان پر، تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے؟
کون سنتا ہے فریاد مظلوم کی، کس کے ہاتھوں میں کنجی ہے مقسوم کی
رزق پہ کس کے پلتے ہیں شاہ و گدا، مسند آرائے بزمِ عطا کون ہے؟
اولیاء تیرے محتاج اے ربِ کُل، تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رسُل
اِن کی عزت کا باعث ہے نسبت تری، اِن کی پہچان تیرے سوا کون ہے؟
میرا مالک میری سن رہا ہے فغاں، جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں
اب میری راہ میں کوئی حائل نہ ہو، نامہ بر کیا بلا ہے، صبا کون ہے؟
ہے خبر بھی وہی، مبتدا بھی وہی، ناخدا بھی وہی، ہے خدا بھی وہی
جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نما، اُس اَحَد کے سوا دوسرا کون ہے؟
انبیاءؑ، اولیاء، اہلِ بیتِ نبیؐ، تابعین و صحابہؓ پہ جب آ بنی
گِر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی، تُو نہیں ہے تو مشکل کشا کون ہے؟
اہلِ فکر و نظر جانتے ہیں تجھے، کچھ نہ ہونے پر بھی مانتے ہیں تجھے!
اے نصیر! اس کو تو فضلِ باری سمجھ، ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے؟

احقر العباد نصیر الدین نصیر از گولڑہ شریف

مُرسلہ : ڈاکٹر محمد امجد

مکتُوبِ مَدَنی رح

شیخ الاسلام مولانا سید حُسین احمد مَدَنی رحمہ اللہ

جناب مجتبیٰ حسین صاحب جہان آباد، رائے بریلی (اودھ) کے نام

محترم المقام زید مجدکم، السّلام علیکم وَرحمۃُ اللہ وَبرکاتہٗ، مزاج شریف، والانامہ ریل کی روانگی کے بعد میں نے دیکھا، افسوس کہ وہاں اتنی فرصت نہ مل سکی کہ آپ سے باتیں کرتا، آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر شے کے لیے دو چیزیں ہیں ایک اسم، دُوسرا مسمّٰی، حقیقی کمالات، مسمّٰی یعنی ذات اور شخص میں ہیں، جن کا نام مثلاً عبداللہ ہے، اس کو مسمّٰی کہا جاتا ہے۔ وُہی قوّت رکھنے والا اور وُہی سُننے والا ہے، اسم یعنی نام میں دَراصل کوئی کمال اور قوّت نہیں ہے، مگر مسمّٰی کی طاقت کا اَثر اسم میں کم وبیش آتا ہے۔ شہنشاہ کا نام بھی اگر لے لیا جاتا ہے تو لوگ کانپ اُٹھتے ہیں۔ اگر مجمع میں کہہ دیا جاتا ہے کہ فلاں صاحب نواب صاحب کے ندیم یا غلام یا بیٹے ہیں لوگ مرعُوب ہوجاتے ہیں اور اس نام کی وجہ سے تعظیم وتکریم کرنے لگتے ہیں مگر حقیقت میں یہ بھی اَثر مسمّٰی ہی کا ہوتا ہے، مثل مشہور ہے کہ فلاں بادشاہ یا فلاں حاکم کا نام حکومت کرتا ہے، الغرض نام اور اسم میں بھی تاثیر اور قوّت ہوتی ہے مگر بہ نسبت مسمّٰی کے بہت کم ہوتی ہے اور مسمّٰی ہی سے آتی ہے، لفظ اللہ یا رحمٰن یا رحیم وغیرہ جناب باری تعالیٰ کے نام ہیں، ان ناموں میں بھی قوّت اور تاثیر ہے، ان ناموں کی بھی تقدیس اور تنزیہہ اور ذکر کا حکم کیا گیا ہے، ان ناموں کو زبان سے یا دِل سے یا سانس سے یاد کرنا، بار بار لینا اثر پیدا کرتا ہے اور مسمّٰی کی طرف کھینچتا بھی ہے، مگر حقیقی کمالات لفظ اللہ اور رحمٰن وغیرہ کے مسمی میں ہیں جو کہ بیچوں وبیچگوں ہے اس کے مثل کوئی چیز نہیں، لیس کمثلہ شیئ وہ نُور ہے، نار سے پاک ہے، نُور ونار اسی کے پیدا کیے ہُوئے ہیں۔ وہ جسم اور مادہ صورت اور شکل، رنگت اور رُوپ سب سے منزہ ہے، یہ سب چیزیں اسی کی پیدا کی ہُوئی ہیں، وُہ مکان اور زمان، جہت اور جانب، دائیں بائیں، آگے، پیچھے،

آسمان و زمین سب سے منزہ اور بلند ہے، یہ سب چیزیں محدود ذات کے لیے ہیں، اجسام کے لیے ہیں، وہ لامحدود اور غیر مجسّم ہے۔ یہ چیزیں کمزوری کی وجہ سے ہیں۔ وہ ہر قسم کی کمزوریوں سے پاک اور اعلیٰ ہے وہ سب جگہ ہے اور کسی جگہ مقید نہیں ہے، وہ سب کو دیکھتا ہے اور سُنتا ہے اور کوئی اسکا احاطہ نہیں کر سکتا وہ سب سے قوی تر اور بلند ہے، کوئی اُس جیسی قدرت اور بلندی نہیں رکھتا، وہ ہر قسم کی شوکت اور عظمت رکھتا ہے کوئی اسکے سامنے شوکت اور دبدبہ نہیں رکھتا ہے وہ سب کے قریب ہے، مگر ہر مکان سے منزہ ہے اسکے سوا جو کچھ ہے مخلوق اور اسکا محتاج حادث اور فانی ہے، وہ سب کا پیدا کرنیوالا ہے۔ سب سے مستغنی ابدی اور ازلی ہے اب تک جو کچھ آپ ذکر کرتے رہے اور جس قدر بھی آپنے یاد کی ہے۔ اس ذاتِ مقدّسہ کے نام اور اسم کی کی ہے اور چونکہ اسکے نام میں بھی بہت زیادہ کمالات اور قوّتیں ہیں، اس لیے اس کے آثار بحمداللہ ظاہر ہو رہے ہیں، شُکر کیجیے میرے محترم: اَب آپ کو اصل اُصول اور حقیقت الحقائق[1] کی طرف توجّہ کرنا چاہیے، اگرچہ اس کے نام کی طرف توجّہ کرنا بھی اسی کی طرف توجّہ ہے جیسے کہ بادشاہ کے غلام یا بیٹے کی تعظیم و تکریم ہے مگر بالواسطہ اور بلاواسطہ میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ آپ مسمّی اور ذاتِ مقدسہ کی طرف توجّہ کریں، قرآن شریف میں فرمایا جاتا ہے۔ وھو معکم اینما کنتم وہ ذات مقدسہ اپنی حشمت اور جلال اور اپنے تمام حقیقی کمالات کے ساتھ ساتھ جہاں بھی تم ہو تمہارے ساتھ ہے روزانہ ایک گھنٹہ کسی معین وقت میں اس دھیان کو باندھئے اور اس تصوّر و خیال کو پیدا کر کے اس قدر بڑھائیے کہ دائمی ہو جائے۔ اسی کو مراقبہ کہتے ہیں وہ اذکار جو کہ اسماء کے ہیں خواہ قلبی ہوں یا نفسی یا لسانی، ان کو اس مراقبے کے لیے مؤید بنائیے، اگر تسبیحات اور وہ اذکار جو پُورے ہو سکیں تو بہتر ہے اور اگر اس کے کرنے کی وجہ سے ان میں کوئی کمی وقت کی وجہ سے ہو تو حرج نہیں ہے، نہ مقصود اصلی ہے ان میں تسبیحات ستہ یا اور کسی ذکر کو کم کر دیں، مگر اِس مراقبے میں کوتاہی نہ کریں دعواتِ صالحہ سے اس رُوسیاہ کو بھی یاد کر لیا کریں۔

والسّلام

ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

---

[1] اس مکتوب گرامی میں حضرت امام العصرؒ نے ایک اصطلاحی لفظ حقیقۃ الحقائق استعمال فرمایا ہے جس کو صُوفیہ حضرت الجمع اور حضرت الوجُود سے تعبیر فرماتے ہیں، مراد مسمّیٰ اور ذاتِ مقدسہ کی طرف کلیۃً متوجہ ہونا ہے جو کہ مرتبۂ احدیت جامعہ جمیع حقائق و معارف ہے جس کو حضرت امام العصرؒ نے اس مکتوبِ گرامی میں اچھی طرح واضح فرما دیا ہے۔

(قسط:۲)

"آبِ زم زم"

فضائل' فوائد' خصوصیات' برکات

مولانا عبدالحفیظ صاحب فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعابِ دہن کی وجہ سے آبِ زمزم کی برکات کا دو چند ہونا

عن ابن عبّاس رضی الله عنهما قال، جاء النبی صلّی الله علیه وسلّم الی زم زم فنزعنا له دلوًا، فشرب ثم مج فیها ثم افرغناها فی زم زم، ثم قال لولا ان تغلبوا علیها لنزعت بیدی [1]

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم زمزم کے کنویں کے پاس تشریف لائے تو ہم نے (کنویں سے) ایک ڈول نکالا جس سے آپ نے پانی نوش فرمایا پھر آپ نے اس ڈول میں کلی کی ہم نے وہ ڈول دوبارہ کنویں میں انڈیل دیا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ کنویں سے پانی نکالنے میں لوگ تم پر غالب آجائیں گے تو میں (بنفسِ نفیس) اپنے ہاتھ سے پانی نکالتا۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے یہ ڈول زمزم کے کنویں میں انڈیلا گیا [2] ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ڈول میں کلی کی تو ڈول سے مشک [3] کی خوشبو آنے لگی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے لعاب دہن کی برکت سے آب زمزم

---

[1] مسند الامام احمد ۱/۳۷۲ وقال ابن کثیر فی البدایۃ والنہایہ ۵/۱۹۳ اسنادہ علی شرط مسلم

[2] اخبار مکہ للازرقی ۲/۵۴

[3] مسند احمد ۴/۳۱۸

میں برکت، لذّت اور شفاء کی صفت میں مزید اضافہ ہوگیا اور آبِ زمزم نورٌ علیٰ نور ہوگیا۔ اس موقع پر محدّثِ ہند علّامہ ظفر احمد عثمانی نوراللہ مرقدہ نے کیا خُوب بات ارشاد فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اپنی اُمّت پر کتنے شفیق و مہربان تھے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قیامت تک آنے والے اُمّتیوں کو اپنے جُوٹھے کے فضل اور شرف سے محروم نہیں فرمایا، فَدَيْنَاہ بآبائنا وامھاتنا صلاۃ اللہ و سلامہ علیہ [1] اور جس پانی میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا لعاب دہن مل جائے اس پانی کی شرافت اور عظمت اس کی قدر و قیمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ میں آپ کے لعابِ دہن سے کئی معجزات ظاہر ہُوئے۔

مثلاً فتح خیبر کے موقع پر سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں تکلیف تھی آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور اُن کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا بھی فرمائی تو وہ ایسے صحّت یاب ہُوئے گویا اُن کی آنکھوں میں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں (بخاری)

دوسرا معجزہ غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر جس میں چودہؔ سو (۱۴۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے ظاہر ہُوا۔ حدیبیہ میں جو کنواں تھا صحابۂ کرامؓ نے اس کا تمام پانی نکال لیا حتّٰی کہ ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا۔ تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کنویں کی منڈیر پر تشریف فرما ہُوئے اور آپ نے پانی منگوایا اور مُنہ میں پانی لے کر اس کنویں میں کلّی کی تھوڑی دیر کے بعد اس میں پانی جوش مارنے لگا جس سے چودہ سو (۱۴۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خُوب سیر ہو کر پیا اور اپنے اُونٹوں کو بھی پلایا حتّٰی کہ وہ بھی سیر ہو گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم لوگ ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی ہمیں کافی ہوتا، یہ سب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لعابِ دہن کی برکت کا نتیجہ تھا۔

مَاءُ زمزم طعامُ طُعمٍ

اللہ تعالیٰ نے آب زمزم میں یہ خاصیّت رکھی ہے جو دوسرے کسی پانی کو حاصل نہیں کہ یہ کھانے کے قائمقام ہو جاتا ہے یہ جسم کو اسی طرح تقویّت دیتا ہے جس طرح کھانا جسم کو تقویت پہنچاتا ہے گویا یہ جہاں پیاس بجھاتا ہے وہیں غذا کے بھی کام آتا ہے اور شفاءِ امراض کی خاصیّت تو بدرجۂ اتم

---

[1] اعلاء السنن ۱۰/۲۱۱

اس میں موجود ہے۔

(۱) چنانچہ امام قرطبی اپنی تفسیر میں آیت رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

"اَرۡسَلَ اللّٰہُ الۡمَلَکَ فبحث عن الماء واقامه مقام الغذاء" [۱]

اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیجا جس نے پانی نکالا اور اُسے غذا کے قائمقام بنادیا۔

(۲) علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وفيه اِشعار بانهاكانت تغتذی بماء زمزم فيكفيها عن الطعام والشراب۔" [۲]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہاجرہ (سلام اللہ علیہا) آبِ زمزم کو بطور غذا استعمال کرتی تھیں جو اُن کی بھوک اور پیاس دونوں کے لیے کافی ہوتا تھا۔

(۳) حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ما رأیتُ النبی صلّی اللہ علیه وآلهٖ وسلّم شکا صغیرًا ولا کبیرًا جُوعا ولا عطشا کان یغدو فیشربُ من زمزم، فَاَعۡرِضُ علیه الغذاءَ فیقول لا اریده انا شبعان" [۳]

مَیں نے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو بھوک یا پیاس کی شکایت کرتے ہُوئے نہیں دیکھا نہ تو بچپن میں اور نہ ہی جوانی میں، آپ صبح کو زمزم کے کنویں پر تشریف لے جاتے زمزم نوش فرماتے، میں جب کھانا پیش کرتی تو فرماتے، مجھے نہیں چاہیے مَیں تو سیر ہوں۔

(۴) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جن کا نام جندب بن جنادہ ہے اُن کے اسلام لانے کا واقعہ صحیح مسلم شریف میں تفصیل سے موجود ہے اس کے آخر میں ہے کہ جب مَیں نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سلام کیا اور آپ نے سلام کا جواب دے دیا پھر آپ نے سوال فرمایا مَنۡ اَنۡتَ تم کون ہو؟ مَیں نے جواب میں عرض کیا مِنۡ غِفَارٍ میرا تعلّق قبیلہ غفار سے ہے، پھر آپ

---

[۱] تفسیر قرطبی ج ۹ ص ۳۷۰ [۲] فتح الباری ج ۶ ص ۴۰۳ [۳] طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۶۸، عمدۃ القاری ج ۹ ص ۲۷۷

نے سوال دُہرایا متی کنت ھٰھُنا ؟ تم یہاں کب سے ہو ؟ میں نے عرض کیا قد کنتُ ھٰھُنا منذ ثلا ثین بین لیلۃٍ و یوم ۔ میں یہاں تقریباً ایک ماہ سے ہوں ، پھر آپ نے ارشاد فرمایا فمن کان یُطْعِمُكَ ؟ تمہاری مہمان نوازی کون کرتا تھا ؟ میں نے عرض کیا ماکان لی طعام الا ماءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتّٰی تکَسَّرَتْ عُکَنُ بَطْنِی وَمَا اَجِدُ علیٰ کَبِدِیْ سَخْفَۃَ جُوْعٍ ۔ میرے پاس آبِ زمزم کے ماسوا کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا — میں زمزم ہی پیتا رہا جس سے میں اتنا موٹا ہوگیا ہوں کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں بھی ٹوٹ گئیں ہیں اور میں کمزوری بھی محسوس نہیں کرتا ہوں ، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا : " انھا مبارکۃ انھا طعامُ طُعمٍ[۱] یہ بابرکت پانی ہے اور اس میں کھانے کی طرح غذائیت بھی ہے ۔

اور آبِ زمزم کی یہ اہم خصوصیّت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک آبِ زمزم باقی رہے گا اس لیے کہ اس کی خبر اور اطّلاع تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دی ہُوئی ہے اور آپ کا فرمان کبھی غلط نہیں ہوسکتا آپ نے ارشاد فرمایا " اِنَّھَا مُبَارَکَۃٌ اِنَّھَا طعامُ طُعمٍ اور اس میں کھانے کی طرح غذائیت بھی ہے ۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں اسے اس نعمت سے مالا مال فرماتے ہیں اور آج تک لوگ اس سے بھرپور استفادہ کرتے رہے ہیں ۔ صدرِ اوّل کے چند واقعات ذکر کیے جاچکے ہیں ۔ بعد کے چند ایک واقعات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں ۔

امام ابن القیم (م ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں ۔

(۵) شاھدتُ من یتغذی بہ ماء زمزم الایام ذوات العدد قریباً من نصف الشھر واکثر ، ولا یجد جوعاً ، و یطوف مع النّاس کاحدھم واخبرنی انہ اِنّھا بما بقی علیہ اربعین یوماً "[۲] میں ان لوگوں سے ملا ہوں جو نصف ماہ سے زائد مدّت تک آبِ زمزم کو بطورِ غذا استعمال کرتے رہے اور اُنہیں اس مدّت میں بھوک کا احساس بھی نہیں ہُوا ، اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بیت اللہ کا طواف بھی کرتے رہے اور ان لوگوں نے مجھے

---

[۱] مسلم باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ

[۲] زاد المعاد ج ۴ ص ۳۹۳

یہ بھی خبر دی کہ بعض اوقات ہم نے چالیس روز تک اسی پر گزارہ کیا ہے۔

(۶) شیخ عبدالرشید ابراہیم التتاری (متوفی ۱۹۴۴ء) اپنے سفر نامہ "العالم الاسلامی" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"امضیتُ الاسابیع مکتفیا بزمزم لسد جوعی وکانت تجربة فعلیة قطعیة لا شك فیها ولا شبهة" میں نے اپنی بھوک مٹانے کے لیے کئی ہفتے محض آبِ زمزم پر گزارے ہیں اور میرا یہ تجربہ عملی اور یقینی ہے جس میں کوئی شک و شبہہ نہیں ہے۔

(۷) مصنّف نے آخر میں اپنے ایک دوست جو مکّہ یونیورسٹی یعنی جامعہ ام القریٰ میں اُن کے ساتھ پڑھتے تھے ان کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ سترہ یوم اس طرح بیمار رہے کہ وہ کھا پی نہیں سکتے تھے یعنی مُنہ کھلتا ہی نہیں تھا۔ صرف اتنا کھلتا تھا کہ اس میں پانی کے قطرے ہی ٹپکائے جا سکتے تھے تو ان سترہ دنوں میں صرف آبِ زمزم اُن کے مُنہ میں ٹپکایا جاتا تھا یہی اُن کا علاج تھا یہی اُن کا کھانا تھا یہی پینا تھا تو سترہ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے شفاء دی، لیکن سترہ دنوں تک آبِ زمزم کی برکت سے انہیں بھوک محسوس نہیں ہوئی۔

بقیہ: درسِ حدیث

ہوئی اور (شہادت کے مقام کے قریب) وہیں وہ دفن کیے گئے اور اُن کا بھی وہی ہوا کہ بعد میں دریا کا پانی آیا تھا اور پھر نعش مُبارک نکالی گئی اور دوسری جگہ بصرہ میں دفن کیا گیا تو یہ دونوں بہت بڑے قیمتی حضرات تھے۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بصرہ میں جنگ جَمل کے دوران اور اُس کے کچھ منٹوں یا چند گھنٹوں کے فاصلے سے دونوں کی شہادت ہوئی ہے۔ دونوں عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور دونوں بہت بڑے بڑے حضرات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں اُن کا ساتھ آخرت میں نصیب فرمائے۔ (آمین)

حجاب

یہ تحریر سموئیل کول امریکی صحافی کی ہے جسے انٹرنیٹ سے حاصل کرکے افادہ عام کے لیے مترجم کیا گیا۔ حوالے کے لیے دیکھیے

Prism @sunsite ... edu.

http:\\metalab.unc edu/prism/mar98/donning ...

میری بہن جو تحریک حقوق نسواں کی سرگرم رُکن تھی اور سول انجنیئرنگ میں سند یافتہ تھی ۱۹۸۷ء میں کسی وقت میں مشرف باسلام ہوگئی وہ اس وقت پاکستان کے شہر لاہور میں رہ رہی ہے اور وہاں وہ ایک مکمّل مُسلمان بیوی اور چھ بچّوں کی ماں کی حیثیّت سے زندگی گزار رہی ہے

قرآن جس پہ اس کا ایمان ہے اس کے تقاضے کے مطابق وہ ہر روز پانچ وقت کی نماز ادا کرنے کے لیے اپنے سارے کام چھوڑ دیتی ہے اور جب بھی گھر سے باہر جانا ہوتا ہے تو وہ سر سے پاؤں تک حجاب میں ڈھکی ہوتی ہے۔

حجاب کی اصطلاح عربی زبان کے لفظ (حِجَابَۃ) سے نکلی ہے جس کا معنی ہے "نظروں سے بچنا"

یہ ایک لمبی اوڑھنی اور نقاب ہے جو بہت سی مُسلمان عورتیں پہنا کرتی ہیں اور یہ حجاب اُنھیں غیر مُسلم عورتوں سے ممتاز کرتا ہے۔ اُن کو اِن کا اسلامی عقیدہ یاد دلاتا ہے اور غیر مردوں کی نظروں سے چھپاتا ہے۔

بہت سے روایتی مُسلم معاشروں میں عورتوں میں یہ رجحان ہے کہ وہ غیر مردوں کے دائرے سے دُور رہتی ہیں اور اپنے آپ کو بچوں کی نگہداشت اور گھر کی حفاظت کے لیے وقف رکھتی ہیں۔

عام اختلاط سے ان کی اس ظاہری دوری اور پابندی کی وجہ سے بہت سے امریکی یہ خیال کرتے ہیں کہ اسلامی پردہ نسوانی جبر کی ایک علامت ہے۔

اس ادراک کے باوجود امریکہ میں اسلام بہت سرعت سے پھیلتا جارہا ہے اور مردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ تعداد میں اسلام قبول کر رہی ہیں۔ایک نومُسلم کے مقابلے میں چار نومُسلم عورتیں ہیں اور بلا شُبہ میری بہن کے بقول حجاب جبر کی نہیں بلکہ آزادی کی علامت ہے۔

ناہید مصطفیٰ کینیڈا کی رہنے والی عورت ہے اس نے اسلام قبول ہے وہ لکھتی ہے: نوجوان مُسلمان عورتیں واپس پردہ کی طرف لوٹ رہی ہیں تاکہ انھیں دوبارہ اپنے جسموں کی حفاظت پر اختیار مل جائے۔ تاہم اکثر امریکیوں کے لیے یہ عجیب دعویٰ ہے کہ ایک قانون LAW جو عورت کے لباس میں پابندیاں عائد کرتا ہے وہ آزادی کا پیامبر کیسے بن سکتا ہے۔

لیکن مُسلمانوں کے لیے اس کا جواب بہت آسان ہے کیونکہ حجاب کی اسلامی روایت عورت کو بُنیادی طور پر جنسی آلہ کے طور پر دیکھے جانے سے آزاد کر دیتا ہے۔ناہید مصطفیٰ لکھتی ہیں" کہ غیر مُسلم عورتوں کو بچپن ہی سے یہ بات ذہن نشین کرائی جاتی ہے کہ اُن کی قدر و قیمت اور عزّت و اہمیّت اُن کی جسمانی کشش اور جاذبیت کے بقدر ہوگی"۔

اور یہ بات ناقابلِ فہم نہیں کیونکہ خواتین کے کسی رسالہ کے اشتہارات پر نظر ڈالنے سے ایک قاری مرد بھی نسوانی حُسن کے دائمی تغیّر پذیر اور خیالی تصوّر کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کا عورتوں کے اُوپر ناقابلِ یقین دباؤ محسوس کرتا ہے۔

کیا یہ بات تعجّب انگیز نہیں ہے کہ امریکی عورتیں کروڑوں ڈالر صرف بالوں اور اشیاء حسن پر صرف کرتی ہیں یا یہ بات کہ وہ اپنے آپ کو پلاسٹک سرجری دواؤں اور پرہیزی غذا کا عادی بنا دیتی ہیں یا یہ بات کہ وہ اشد مایوسی میں بدنظمی بھوک نہ لگنے اور جوع البقر جیسی نفسیاتی بیماریوں میں مُبتلا ہو جاتی ہیں۔یہ ایک سراب کا تعاقب و جستجو ہے جو تعاقب کرنے والے کو ذلیل اور تھکا ڈالتی ہے۔

حجاب مُسلمان عورتوں کو اس ضرر رساں دباؤ و ظلم Insidious oppression سے نجات دلاتا ہے اور باہر جانے سے قبل میک اپ اور بالوں کو سنوارنے سے بے نیاز کر دیتا

ہے۔ حجاب کے اندر وہ جس طرح چاہے رہ سکتی ہے خواہ اس نے بال صاف نہ کرائے ہوں، سُرخی پوڈر نہ لگائی ہو، چہرے کے بال نہ اکھاڑے ہوں اور جسم بھی قدرے بھاری ہو (تو اسے کوئی پروا نہیں ہوتی) اور ان سب کے باوجود اسے اس بات کی بالکل کوئی فکر نہیں ہوتی کہ لوگ اس کے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔

ناہید مصطفٰی لکھتی ہیں "حجاب کی روایت درحقیقت عورتوں کا یہ یقین ہے کہ انکی جسمانی شخصیّت کی پرکھ کا معاشرتی معاملات میں کوئی عمل دخل نہیں ہے"۔ چونکہ مسلم عورت حجاب کی وجہ سے پسِ پردہ رہتی ہے تو اسکی قدر اسکی علمی صلاحیتوں کی وجہ سے کی جاسکتی ہے اس طرح اس کی ظاہری ساخت کی اہمیّت اس کی ذہانت اور شخصیّت کے تابع ہو جاتی ہے۔

لیکن جسمانی کشش پیدا کرنے کے اس بیکار سلسلے میں صحّت کی بربادی ہی جنسی آلہ ہونے کے تصوّر کا سب سے برا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ معاشرے جو عورتوں کو صرف ایک جنسی شئے Sexual object سمجھتے ہیں وہاں عورتوں پر جنسی تشدد کی شرح خوفناک حد تک زیادہ ہے۔

امریکہ میں ہر چوتھی عورت زندگی میں ایک بار جنسی تشدّد کا شکار ہوتی ہے حتّٰی کہ انتہائی غیر متشدد ملک کنیڈا میں بھی ہر چھ منٹ بعد ایک عورت کی عصمت دری کی جاتی ہے۔ ہمارے اس معاشرے میں عورت کو جاننا ضروری ہے کہ اُنھیں تنگ گلیوں میں ہمیشہ محتاط رہنا چاہیے اور اجنبیوں سے خوفزدہ رہنا چاہیے۔ یہ خالصتاً ایک جبر ہے اور جبر کی ایک ایسی قسم ہے جس کی بنیاد عورتوں کو محض جنسی شئے سمجھنے کا تصوّر ہے۔ اگرچہ بہت سی جابر مُسلمان حکومتوں کی قرآن سے گہری وابستگی نہیں ہے، لیکن وہ بعض معاشرے جن میں قرآن کے ساتھ گہری وابستگی ہے ان میں عورتوں پر اس قسم کا جنسی ظلم وستم بہت ہی کم ہے۔ مصر جس کا اسلامی معاشرہ نسبتاً مغرب زدہ ہے اور حکومت بھی لادینی ہے۔ اس میں ۱۹۹۰ء میں عصمت دری کے صرف ۱۷ واقعات ریکارڈ کیے گئے۔ جبکہ اسی سال اسرائیل میں ۳۶۹ واقعات ریکارڈ کیے گئے۔

میری بہن نے مجھے بتایا کہ بحیثیت ایک مُسلمان عورت کے وہ پاکستان کی گلیوں میں گھومتے ہوئے ایسی عزّت اور تحفّظ محسوس کرتی ہے جو اُس نے امریکہ میں رہتے ہوئے ۳۰ سالوں میں کبھی محسوس نہیں کی۔

اس حقیقت کو نظر انداز کرنا مشکل نظر آتا ہے کہ بہت سی مسلم خواتین ایک خاص قسم کا تحفظ اور عزت محسوس کرتی ہیں جس کا مغرب میں کبھی سُنا بھی نہیں گیا۔ یقیناً بعض ممالک میں یہ اسلامی قوانین کی تنفیذ کا نتیجہ ہے جن میں مجرموں کو عبرتناک سزائیں دی جاتی ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس قسم کا سخت مذہبی قانون مصر اور پاکستان جیسے معتدل[1] اسلامی حکومتوں میں نافذ نہیں ہے وہاں صرف اسلامی روایت ہی عورتوں کی عظمت کی محافظ نظر آتی ہے۔

تاہم اسلام اور اسکی حجاب کی روایت عورتوں کو محض جنسی آلہ خیال کرنے کے تصوّر کا انتہائی دیر کا حل معلوم ہوتا ہے۔

کیا معاشرے کو مزید تعلیم کے ذریعے سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا ؟ یا شاید معاشرے کی اصلاح اس طرح ہو کہ مردوں کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ ضبط نفس سے کام لیں اور دراصل تحریک حقوق نسواں کا کئی سالوں سے یہی مقصد رہا ہے، لیکن اگرچہ عورتوں کے لیے کچھ تعلیم اور ملازمت کے زیادہ مواقع فراہم کرنے میں کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے، لیکن عورتوں پر جبر بدستور جاری ہے اور اگر کسی کو اس کا ثبوت درکار ہو تو اسے مقامی ویڈیو کی دکان میں موجود خوفناک فلموں کو دیکھنا[2] چاہیے کہ مقبولِ عام فلموں میں عام طور پر وہ عورتیں ہیں جن کو تشدّد کے شکار کے طور پر فلمایا ہوتا ہے اور یہ کوئی تعجّب کی بات نہیں امریکی اعداد و شمار نے عورتوں پر اس سے بھی زیادہ تشدّد کی نشاندہی کی ہے۔

بعض مُسلم مصنفین کے مطابق مغربی معاشرہ کا مسئلہ یہ ہے کہ عام طور سے یہودی اور عیسائی تہذیب و ثقافت میں مرد و عورت میں برابری کا کوئی تصوّر نہیں ہے اس کے بجائے یہ تہذیبیں حضرت حوا علیہا السّلام ہی کو گناہ اور نزول ارضی کا بالآخر ذمّہ دار ٹھہراتی ہیں۔ تورات کے سفر تکوین میں موجود یہی قصّہ ہماری تہذیب کا بُنیادی پتّھر ہے۔ اسی واقعے نے عورتوں کو فکری اعتبار سے کمتر حیثیّت دے دی ہے جبکہ اسلام کی روایت میں ایسا نہیں ہے۔ حضرت حوا علیہا السّلام کو حضرت آدمؑ کے ورغلانے کا ذمّہ دار نہیں ٹھہرایا جاتا۔ دونوں سے لغزش ہُوئی دونوں اکٹھے ہی قصور وار ہیں۔ اور دونوں نے اکٹھے ہی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور اللہ نے اُنھیں معاف کر دیا۔

یہ سچ ہے کہ اسلام عورت اور مرد کے تکمیلی صفات میں فرق کرتا ہے لیکن عیسائی اور یہودی عقائد

---

[1] ان ملکوں میں اسلامی حکومتیں ہیں ہی نہیں معتدل اور غیر معتدل کا سوال تو بعد کی چیز ہے (ادارہ)

[2] فلموں کو دیکھنے کے بجائے جنھوں نے دیکھ رکھا ہے ان سے معلومات حاصل کرنی چاہیے ورنہ فلم دیکھنے کا گناہ ملے گا۔ (محمود میاں)

کے برعکس قرآن مرد اور عورت کو اللہ کے رُو برو پیش ہونے میں برابر کا مقام دیتا ہے اور دونوں کو فطری طور پر معاشرے کے لیے یکساں قابلِ قدر تصوّر کرتا ہے۔

بدقسمتی سے ہم میں سے بہت سے اسلام کو بم مار کر خودکشی کرنے والوں کا مذہب تصوّر کرتے ہیں یا باریش متعصّب جنونیوں کا مذہب سمجھتے ہیں جو ہم سب کو پتھر کے دَور کی ثقافت کی طرف لوٹانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن یہ تصوّر شاید غیر منصفانہ ہے۔ ہر مذہب میں کچھ خاص لوگ جنونی ہوتے ہیں۔ اسلام بہرحال توحیدی مذاہب میں سب سے بڑا اور تیزی سے بلکہ انتہائی سرعت سے پھیلنے والا مذہب ہے اور اسلام میں ایسے جنونی زیادہ ہیں لیکن سب سے زیادہ نہیں۔ پھر بھی مُسلمانوں کے پاس ہی عورتوں کے لیے کچھ دینے کو موجود ہے۔

پائری کرائبائٹس Pierre craibites ایک امریکی جج لکھتا ہے: محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ۱۳۰۰ سال قبل عورتوں، ماؤں، بیبیوں اور بیٹیوں کو وہ درجہ اور عظمت عطا کی جو کہ ابھی تک مغرب کے قوانین عورت کو عطا نہ کر سکے۔

میری بہن کا مُسلمان ہونا میرے لیے کئی سالوں تک صدمہ کے ساتھ ساتھ ایک پُر اسرار راز بھی تھا۔ کیونکہ تحریکِ نسواں کی ایک ذہین سرگرم رُکن کے لیے یہ ممکن نظر نہیں آتا کہ وہ بغیر کسی جبر و اکراہ کے اچانک اپنے سارے نظریات کو چھوڑ چھاڑ کر عورت سے نفرت کرنے والے (مخالف نسواں) آیات اللہ کا مذہب اختیار کر لے۔

میرے خاندان کے اندر یہ موضوع منطقی مباحثات کی حدوں سے باہر ہے، لیکن میری بہن کے حالیہ موصول شُدہ خطوط سے مجھے اس کے اس انوکھی قسم کی تحریک نسواں کی سمجھ آتی ہے اور اب دیکھتے ہیں کہ اسلام اختیار کر کے اس نے وہ تہذیب رَد کر دی جو انسان کو کامیابی کا محض مردانہ تصوّر فراہم کرتی ہے اس کے بدلے میں اس نے ایک ایسی تہذیب کو اختیار کر لیا ہے جس میں اس کو برابری کا مقام صرف اس کی نسوانیت کی وجہ سے ملا ہے۔

دُعاءِ صحّت کی اپیل

جامعہ کے شعبۂ تجوید کے مدرّس مولانا قاری محمد رمضان صاحب کی اہلیہ بیمار ہیں۔ قارئین سے اُن کی صحّت کے لیے دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

ارسال کردہ : ڈاکٹر محمد حنیف
اسسٹنٹ ایجوکیشنل ایڈوائزر
وزارتِ تعلیم ، اسلام آباد

سرپرست جماعت تبلیغ

حضرت مولانا سعید احمد خان صاحبؒ کا والا نامہ

یہ خط حضرت مولانا سعید احمد خان صاحبؒ نے مدینہ منورہ میں اپنے قیام کے دوران تبلیغی احباب کے نام پاکستان ارسال کیا تھا برائے افادہ عامہ پیشِ خدمت ہے۔

بسم اللہ تعالیٰ

مکرم و محترم جناب ..... وجمیع احباب

السّلامُ علیکم ورحمۃُ اللہ وبرکاتہ ؛

بندہ کے پاس حضرت جی (مولانا انعام الحسنؒ) اور مولانا محمد عمر صاحب پالن پوریؒ کی تقاریر پہنچیں، پڑھ کر بہت فائدہ ہوا، اور دل میں شوق اُٹھا کہ ان اقتباسات کو دوستوں کو لکھوں، شائد عمل کی توفیق ہو جائے۔ جو اپنے نفس کو سامنے رکھ کر دوسروں میں دین کی محنت کرتا رہے گا، اصلاح ہوتی رہے گی، اور اپنے کو دین پر چلنا بھی آتا رہے گا اور دین کی محنت کرنا آئے گا۔ اُصولوں کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ اِن کے بغیر فتنہ کا دروازہ کُھل جانے کا خوف ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ محفوظ فرمائے۔

○ اِن اُصولوں میں ایک بات یہ ہے کہ مخلوق سے نفع اُٹھانے کا دِل میں خیال نہ ہو بلکہ نفع پہنچانے کا جذبہ ہو۔ بغیر نیت کے اگر نفع حاصل ہو تو اس میں بھی اپنے نفس کے بگڑنے کی شکلوں سے بچنے کے اُصول اختیار کرنے ہوں گے۔

○ دوسرے : کوئی کام بغیر مشورہ کے کرنے کی جُرأت نہ ہو۔ اس میں شر کا اندیشہ ہے۔ خیر کی

اُمید کم ہے۔ اجتماعی مسائل میں مشورہ واجب ہے اور اپنے ذاتی کاموں میں اہل حل وعقد تبلیغ سے مشورہ مستحب ہے، جو بہت سے شر و فتن سے اور آپس کی بدگمانی سے حفاظت ہے۔

○ تیسرے : تمام مسلمانوں سے دِل کو صاف رکھنے کی سعی کرتا رہے۔ ورنہ قلب کی کدورت، اِصلاحِ نفس میں مانع ہوگی۔ بُرائی اور ظلم کرنے والوں سے بھلائی اور احسان سے پیش آتا رہے۔ یہ سُنّتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے اور اِصلاحِ نفس اور اتّفاق اُمت کے لیے بڑی مؤثّر چیز ہے۔ اس سے زیادہ مؤثّر دوسری چیز نہیں۔

○ چوتھے : اپنے اوقات کو صحیح گزارنا، لا یعنی سے حفاظت کرتے ہوئے۔

○ پانچویں : امیر کی اطاعت کرنا ہوگا۔ طوعًا وکرھًا ہر طرح کرنا ہوگا اور امیر کی عزّت واحترام اور عقیدت دل میں رکھنا۔ امیر کی غلطی اور لغزش سے بدظن نہ ہونا کیوں کہ غلطی سب سے ہوتی ہے سوائے نبی اور فرشتہ کے۔

○ چھٹے : مال خرچ کرنے میں اپنی سعادت جاننا۔ کیونکہ مال کی محبّت نفس کی اصلاح میں رکاوٹ ہے بلکہ نفس کو دنیا میں پھنساتی ہے اور بہت سے موانع کرا دیتی ہے۔ دوسرے لوگوں پر خرچ اپنی ضرورتوں پر خرچ کرنے سے زیادہ محبوب ہو۔ اپنی لذّتوں بلکہ اپنی حاجتوں کو کم کرتا چلا جائے اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ پر صَرف کرتا چلا جائے۔ اس کے بغیر مال کے فتنہ سے بچ نہیں سکتا۔ یہ وہ چیز ہے جو خاص صفات میں بیان کی جاتی ہے۔

○ ساتویں : امیر کی ڈانٹ اور غُصّہ کو اپنی اِصلاح کے لیے مفید جاننا۔ یہ بڑی عظیم سُنّت ہے اور خلفائے راشدین میں رہی ہے اِس کے بغیر اِصلاح کامل طور پر نہیں ہوتی۔ صحابہ کرام رضؓ کے واقعات اس سے بھرے پڑے ہیں۔ اس کے لیے تعلیم میں اساتذہ اور ذکر اللہ میں مشائخ کے لاکھوں واقعات ملتے ہیں۔ حضرت عمر رضؓ کا دُرّہ تو مشہور ہے لیکن آج کل استعداد ہی نہ رہی۔ ہم نے مولانا الیاس رحؒ کو دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کو کان پکڑواتے تھے جیسے مکتب میں حافظ بچّوں کے کان پکڑا دیتا ہے اور بعض لوگوں کو دھکے دے کر مسجد سے نکلوا دیا۔ دو یا تین مرتبہ نکلوا دیا، مگر اس پر بھی وہ نہ گئے تو سینہ سے لگا لیا۔ اُن کی ڈانٹ بہت سخت ہوتی تھی۔ اُن کی ڈانٹ پرانوں کے لیے ہوتی تھی۔ نئے کا پورا لحاظ اور آرام کا خیال رکھتے تھے۔ بندہ کو بھی ایک بات پر طمانچہ

پڑا جو حضرت جیؒ کی محبّت کو دل میں بڑھا دیا اور تعلّق کو اور زیادہ کر دیا۔ حضرت مولانا یوسفؒ نے ایک مرتبہ پرانوں کو ایسا دھمکایا کہ بعض پرانوں نے بستر باندھ لیے اور بعض گھروں کو چلے گئے۔ بعد میں غصّہ کم ہونے پر واپس آئے، لیکن جو سمجھ دار تھے اُنھوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ چاہے ماریں چاہے نکالیں ہم نہیں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے آئے ہیں۔ دُنیا کے لیے نہیں آئے ہیں، غرض یہ کہ یہ چیز دین کا جزو ہے، مگر رواج میں نہیں ہے۔ بغیر ڈانٹ یا مار کے صرف اشارہ پر تو کوئی کوئی چلتا ہے اور کسی کسی کی اصلاح ہوتی ہے۔

○ آٹھویں: اپنے کو نیا سمجھنا بہ اعتبارِ اوصاف کے اور پرانا جاننا بہ اعتبارِ اوقات کے۔ اوصاف پیدا کرنے ہی کے لیے یہ سب کوشش ہوتی ہے جس کو امیر نہ دھمکا سکے وہ نیا ہے اور جس کو امیر ہر جگہ، ہر وقت، ہر اِک کے ساتھ اور ہر کام کے لیے نہ بھیج سکے وہ بھی نیا ہے اور جس کو غلطی پر نہ ٹوک سکے وہ بھی نیا ہے اور اس کی اصلاح مشکل ہے لیکن اُمّید ہے کہ محنت کرتے کرتے اور نکلتے نکلتے اللہ تعالیٰ اس صفت پر لے آئیں گے۔

○ نویں: اپنے کو طالب رکھے۔ مطلوب نہ بنائے۔ اِکرام کرے، اکرام نہ کرائے۔ بلکہ جب کوئی نیک نیتی سے ہمارا اکرام کرے تو اپنے کو اس کا اہل نہ سمجھے بلکہ خطرہ محسوس کرے۔ کیونکہ بہت سے اِکرام کی وجہ سے بگڑ جاتے ہیں اور اپنے کو بڑا سمجھنے لگتے ہیں۔ اس کی طرف دھیان نہ جائے کہ کوئی تمہارا اکرام کریں۔ اگر کوئی اکرام کرے تو دل میں خیال کرے کہ یہ میرے عیوب کو نہیں جانتا۔ اگر جانتا تو کبھی میرا اکرام نہ کرتے اور یہ سمجھے کہ اکرام صرف دعوت والے اعمال کا ہے میری ذات کا نہیں۔ عزّت تابع ہے اعمال کے اگر عمل چھوٹ جائے تو کوئی اِکرام بھی نہ کرے گا۔ اگر اپنے عیوب پر نظر رہے اور آخرت اور مرنے کا فکر رہے تو اپنے اکرام کرانے کا دھیان ہی نہ رہے۔ آخرت کو ہر وقت سوچتا رہے۔ مرنے کا تصوّر رکھے اپنی چھوٹی سی غلطی پر پکڑ کا خوف ہو۔ دوسروں کی بڑی غلطی پر عفو کا خیال ہو۔ اس میں بہت حفاظت ہے۔

○ دسویں: اپنے کو تمام عالم کا ذمّہ دار جانے کہ اس کی پُوچھ میرے سے ہوگی کہ تُونے محنت کیوں نہ کی۔ اگر محنت کرتے تو دین پھیلتا، بد دیانتی مٹتی۔ عالم میں جو بد دیانتی ہو رہی ہے اُس پر کڑھن اور بے قراری ہو۔ اس کے مٹانے کی تدابیر سوچ رہا ہو اور دل سے دُعا مانگ رہا ہو۔ جب پُرانے

حضرات اپنے کو خود ہی پرانا سمجھنے لگتے ہیں تو آپس میں بجائے جوڑ کے توڑ ہونے لگتا ہے۔ بجائے بننے اور سنوارنے کے بگڑنے لگتے ہیں اپنے بے اُصولیوں پر خود ہی پردہ ڈالنے کی سعی کرتے رہتے ہیں جس سے اُن کی وہ بے اُصولیاں پُختہ ہو جاتی ہیں اگر ان کو روکنے کی سعی کی جاتی ہے تو کام سے پیٹھ پھیر جاتے ہیں اور دوسرے لوگ بھی ان کا دماغ بگاڑ دیتے ہیں۔ یہ کہہ کر پُوری عمر تم نے اس میں کھپا دی اور جان و مال قربان کر دیا۔ مگر اِن لوگوں نے اور رشتہ داروں نے قدر نہ کی یہ بڑی گھاٹی ہے۔ بڑا امتحان ہے۔

خطرہ کی گھاٹیاں اور بھی ہیں۔ کبھی اپنے مسائل کا تبلیغ میں لگنے والے مالداروں سے یا حکام سے مل کر حل کرانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور مخلوق پر نگاہ جم جاتی ہے اور کلمہ کا بول ہی بول رہ جاتا ہے۔ تقریر رسمی بن جاتی ہے۔ دُعاؤں میں جان نہیں رہتی۔ اپنے بڑھاپے کو راحت و آرام اور ضرورتوں کا محتاج سمجھنے لگتا ہے۔ مرنے کے ارادے ختم ہونے لگتے ہیں۔ جینے کی تمنّا بڑھ جاتی ہے یہ بڑی خطرناک گھاٹی ہے۔ حق تعالیٰ بندہ کو اور سب دوستوں کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

ایسے حالات میں اُصولوں پر جمنا اور قربانیوں میں بڑھتے رہنا اور موت تک لگے رہنا حق تعالیٰ سے مانگتے رہنا کہ شیطان کا مکر و فریب معلوم نہیں کہاں ہلاکت میں ڈال دے اور اس نعمتِ عظمٰی سے محروم کر دے۔

یہ کام اُن لوگوں پر کُھلتا رہتا ہے اور اُس کی عظمت دلوں میں بڑھتی رہتی ہے جو اپنے کو نیا سمجھ کر چلتے رہتے ہیں اور سیکھنے کا ذہن موت تک رکھتے ہیں۔ امیر کی پُوری اطاعت اور اپنے کو اُن کے سُپرد کر کے چلتے ہیں۔ اپنے کام مشورہ سے کرتے ہیں اور بغیر مشورہ کے چلنا اپنے لیے شر محض جانتے ہیں۔ گھر والوں کی اطاعت نہیں کرتے اور اُن کی عداوت سے نہیں ڈرتے۔ اُن کی بہت زیادہ رعایت نہیں کرتے۔ اُن کے ہر تقاضا کو پُورا نہیں کرتے ورنہ بیوی بچے اس راہ کے چلنے میں رکاوٹ بنیں گے۔

فقط والسّلام

بندہ

سعید احمد خان

(مضامینِ علمیہ) (قسط: ۲، آخری)

مارٹن لنگز کا فلسفۂ وحدتِ اَدیان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد زید مجدہم
مُدرّس و نائب مُفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

Marlin Lings نے لکھا

A religions claim to unique efficacy must be allowed the status of half truth because there is, in fact in the vast majority of cases, no alternative choice.

دین کے بارے میں یہ دعوٰی کہ تنہا وہی مؤثّر ہے اس کو صرف نصف حقیقت قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ ایک عظیم اکثریّت کے لیے حقیقت میں کوئی متبادل اختیار نہیں ہے۔

Frithjof Schuon نے لکھا

For those who come face to face with the founder of a new religion, the lack of alternative choice becomes as it were absolute in virtue of the correspondingly absolute greatness of the Divine Messenger himself. It is moreover at its outset, that is, during its brief moment of 'absoluteness', that the claims of a religion are for the most part formulated. But with the passage of time there is inevitably a certain levelling out between the new and the less new, the more so in that less new may have special claims on certain peoples.

جن لوگوں کا سابقہ ایک نئے دین کے بانی سے ہوتا ہے تو چونکہ اُن کے سامنے کوئی متبادل اختیار

نہیں ہوتا اور رسول کی عظمتِ مطلقہ اُن کے ذہنوں میں چھائی ہوتی ہے اس لیے وہ یہی خیال کرتے ہیں کہ یہی دینِ مطلق ہے۔ مطلقیت (یعنی مطلق سمجھنے) کے اس مختصر زمانے میں ہی دین کے بارے میں (ایسے) دعوے وجود میں آتے ہیں، لیکن پھر جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے تو نئے اور پُرانے ادیان کے درمیان ناگزیر طور پر ایک توازن قائم ہوجاتا ہے۔ خصوصاً اس اعتبار سے کہ پُرانے ادیان بھی بعض قوموں پر اپنی خصوصیت کا دعوٰی رکھتے ہیں۔

آگے ہم مارٹن لنگز وغیرہ کے فلسفہ وحدتِ ادیان کا دلائل سے رَد کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قرآنی اسلام ہی میں نجات منحصر ہونے کے دلائل

(۱) ذلك الكتٰب لا ريب فيه هدى للمتقين ۔ الذين يومنون بالغيب و يقيمون الصلوٰة و مما رزقنٰهم ينفقون والذين يومنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك و بالآخرة هم يوقنون اولئك على هدى من ربهم و اولئك هم المفلحون (سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات)

(ترجمہ: یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شُبہ نہیں۔ راہ بتلانے والی ہے خُدا سے ڈرنے والوں کو۔ وہ خُدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں کہ یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اُتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اُتاری جا چکی ہیں اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں۔ بس یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جو اُن کے پروردگار کی طرف سے ملی ہے اور یہی لوگ ہیں کامیاب۔)

اس آیت میں خُدا سے ڈرنے والوں کی صفات بیان کرکے ہدایت و فلاح کو ان میں منحصر ہونا ذکر کیا ہے۔ اُن کے اوصاف میں سے ایک وصف ایسا مذکور رہے جو مُسلمانوں کے علاوہ کسی اور اہلِ مذہب میں نہیں پایا جاتا یعنی قرآن پر ایمان۔

(۲) وآمنوا بما انزلت مصدقا لما معكم ولا تكونوا اول كافر به $\frac{۴۱}{۲}$

(اور (اے بنی اسرائیل) ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو مَیں نے نازل کی ہے (یعنی

قران پر) ایسی حالت میں کہ وہ تصدیق کرنے والی ہے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے اور مت بنو تم سب میں پہلے انکار کرنے والے اس قرآن کے)

یہود و نصاریٰ کو حکم ہے کہ وہ قرآن پر ایمان لائیں اور انکار کرنے سے منع کیا اور انکار کرنے کو کفر بتایا۔

(۳) وقالوا کونوا هودا أو نصٰرى تهتدوا ۔ قل بل ملة ابراهيم حنيفا وما كان من المشركين ۔ قولوا آمنا بالله وما انزل الينا وما انزل الى ابراهيم واسمٰعيل واسحاق ويعقوب والاسباط وما اوتى موسى وعيسى ــــــ ــــــ وما اوتى النبيون من ربهم لا نفرق بين احد منهم ونحن له مسلمون فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا و ان تولوا فانما هم فى شقاق فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم ۔

(۱۳۵ تا ۱۳۷ - سورۂ بقرہ)

(اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ یہودی ہو جاؤ یا نصرانی ہو جاؤ تم بھی ہدایت پر ہو جاؤ گے۔ آپ کہہ دیجیے کہ ہم تو ملّت ابراہیم پر رہیں گے جس میں کجی کا نام نہیں۔ اور ابراہیم علیہ السّلام مشرک بھی نہ تھے۔ کہہ دو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السّلام اور اولادِ یعقوب کی طرف بھیجا گیا اور اس پر بھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو دیا گیا اور اس پر بھی جو کچھ اور انبیاء علیہم السّلام کو دیا گیا اُن کے پروردگار کی طرف سے اس کیفیّت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ تعالیٰ کے مطیع ہیں سو اگر وہ بھی اسی طریق سے ایمان لے آئیں جس طریق سے تم ایمان لائے ہو تب تو وہ بھی ہدایت پر لگ جائیں گے اور اگر وہ روگردانی کریں تو وہ لوگ تو برسرِ مخالفت ہیں ہی تو آپ کی طرف سے عنقریب ہی نمٹ لیں گے ان سے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ سُنتے ہیں جانتے ہیں)

ان آیات میں مُسلمانوں کی زبانی اُن کے عقائد و ایمانیات کہلوائے گئے اور پھر ان کو

معیار بنا کر یہود و نصاریٰ کو اس معیار کے مطابق ایمان لانے کی دعوت دی اور واضح طور پر بتا دیا کہ اگر انھوں نے اس معیار کو اختیار کیا تو ہدایت پائیں گے۔ ورنہ اس سے روگردانی کی صورت میں ہدایت سے ہٹے ہوئے ہوں گے۔

۴۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ وما اختلف الّذین اوتوا الکتاب الامن بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم ومن یکفر باٰیٰت اللہ فان اللہ سریع الحساب ۔ فان حاجوک فقل اسلمت وجھیَ للہ ومن اتبعن وقل للذین اوتوا الکتٰب والامیین ءاسلمتم فان اسلموا فقد اھتدوا وان تولّوا فانما علیک البلغ ۱۹-۲۰/۳

(بلاشبہ دین (حق و مقبول) اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا ایسی حالت کے بعد کہ ان کو (اسلام کے حق ہونے کی) دلیل پہنچ چکی تھی محض ایک دوسرے پر بڑا بننے کی وجہ سے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کرے گا (جیساکہ ان لوگوں نے کیا) تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا حساب لینے والے ہیں۔

(اسلام کے حق ہونے کی دلیل قائم ہونے کے بعد) پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں تو آپ فرما دیجیے کہ (تم مانو یا نہ مانو) میں تو اپنا رُخ خاص اللہ کی طرف کر چکا اور جو میرے پیرو تھے وہ بھی (اپنا رُخ خاص اللہ کی طرف کر چکے۔ یہ کنایہ ہے اس سے کہ ہم سب اسلام اختیار کر چکے) اور کہیے اہلِ کتاب سے اور عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو۔ سو اگر وہ لوگ اسلام لے آئیں تو وہ لوگ بھی راہ پر آجائیں گے اور اگر وہ لوگ روگردانی کریں تو آپ کے ذمّہ صرف پہنچا دینا ہے۔)

۵۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین فمن تولی بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون - افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعا وکرھا والیہ یرجعون - قل آمنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب

والاسباط وما اوتی موسٰی وعیسٰی والنبیون من ربھم لا نفرق بین احد

منھم ونحن له مسلمون ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه

وھو فی الآخرۃ من الخسرین ہ ۸۱ تا ۸۵

اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم (شریعت) دُوں پھر تمہارے پاس کوئی (اور) پیغمبر آئے جو مصداق ہو اس (علامت) کا جو تمہارے پاس (کی کتاب و شریعت میں) ہے (یعنی دلائلِ معتبرہ عند الشرع سے اس کی رسالت ثابت ہو) تو ضرور تم اس رسول پر اعتقاد بھی لانا اور اس کی طرفداری (و مدد) بھی کرنا۔ (پھر) فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا وہ بولے ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا تو (اپنے اس اقرار پر) گواہ رہنا اور میں اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ (یعنی واقعہ کی اطلاع اور علم رکھنے والا ہوں)

نوٹ۔ انبیاء سے یہ عہد اُن کی اُمّتوں سے بھی ہے۔

سو جو شخص (اُمّتوں میں سے) اس (عہد) کے بعد پھر تو ایسے ہی لوگ بے حکمی کرنے والے ہیں۔ کیا پھر دین خداوندی کے سوا کسی اور طریقہ کو چاہتے ہیں۔ حالانکہ حق تعالیٰ (کی یہ شان ہے کہ ان) کے (حکم کے) سامنے سب سرافگندہ ہیں۔ جتنے آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور بے اختیاری سے اور سب خُدا ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

آپ فرما دیجیے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر جو ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب اور اولادِ یعقوب کی طرف بھیجا گیا اور اس پر بھی جو موسٰی و عیسٰی اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا اُن کے پروردگار کی طرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے (کہ کسی پر ایمان رکھیں اور کسی پر نہ رکھیں) اور ہم تو اللہ ہی کے مطیع ہیں اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

۶۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم۔

(آل عمران ۳۱)

(آپ فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبّت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتّباع کرو ۔خدا تعالیٰ تم سے محبّت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے)

اس آیت میں خطاب عام ہے کہ تمام انسانوں سے ہے جن میں یہود و نصاریٰ بھی آ گئے اور دیگر اہلِ ادیان بھی۔ سب کے لیے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اتّباع لازم ہے۔ اس کے علاوہ اللہ کی محبّت اور اپنے گناہوں کی مغفرت حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ایک حدیث میں آیا ہے۔

ولو کان موسیٰ حیّا ما وسعہ الا اتباعی	اگر موسیٰ علیہ السّلام زندہ ہوتے تو اُنھیں میری اتّباع کے علاوہ چارہ نہ ہوتا۔

۷۔ یا یھا الذین آمنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کفرین۔ $\frac{۱۰۰}{۳}$

(اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کسی فرقہ کا ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے تو وہ لوگ تم کو تمہارے ایمان لائے پیچھے کافر بنا دیں گے۔)

اہل کتاب کے کسی بھی گروہ کی اطاعت کا موجب کُفر ہونا محض اسی بنا پر ہے کہ وہ خود کُفر میں مُبتلا ہیں۔ لہٰذا قابلِ اعتبار ایمان وہدایت کا انحصار صرف اسلام میں ہُوا۔

۸۔ یا یھا النّاس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فاٰمنوا خیرا لکم وان تکفروا فان للہ ما فی السمٰوٰت والارض۔

(اے تمام لوگو تمہارے پاس یہ رسول سچّی بات لے کر تمہارے پروردگار کی طرف سے تشریف لائے ہیں سو تم یقین رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ (کیونکہ نجات ہو گی) اور اگر تم منکر رہے تو خُدا تعالیٰ کی ملک ہے یہ سب جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔)

۹۔ یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم

تخفون من الکتٰب و یعفوعن کثیر قدجاءکم من اللہ نور وکتٰب مبین یھدی به اللہ من اتبع رضوانه سبل السلٰم و یخرجھم من الظلمٰت الی النور باذنه و یھدیھم الی صراط مستقیم۔ ۱۶/۱۵ ۵

اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آئے ہیں۔ کتاب میں سے جن اُمور کا تم اخفا کرتے ہو اُن میں سے بہت سی باتوں کو تمہارے سامنے صاف صاف کھول دیتے ہیں۔ اور بہت سے اُمور کو واگذاشت کر دیتے ہیں۔ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور (وہ) ایک واضح کتاب (ہے یعنی قرآن مجید) کہ اُس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو کہ رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں اور اُن کو اپنی توفیق سے تاریکیوں سے نکال کر نُور کی طرف لے آتے ہیں اور اُن کو راہِ راست پر قائم رکھتے ہیں۔

۱۰- یا اھل الکتٰب قدجاءکم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ماجاءنا من بشیر ولا نذیر فقدجاءکم بشیر ونذیر واللہ علی کل شیٔ قدیر ۱۹/۵

اے اہل کتاب تمہارے پاس یہ ہمارے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپہنچے جو کہ تم کو (شریعت کی باتیں) صاف صاف بتلاتے ہیں ایسے وقت میں کہ رسولوں (کے آنے) کا سلسلہ (مُدّت سے) موقوف تھا اور بوجہ حوادث کے شرائع سابقہ مفقود ہوگئی تھیں اور فترت رسل سے اُن کے علم کا کوئی ذریعہ نہ تھا اس لیے کسی رسول کے آنے کی بہت ضرورت تھی تو ایسے وقت میں آپ کی تشریف آوری کو نعمت عظمیٰ سمجھنا چاہیے) تاکہ تم (قیامت میں) یُوں نہ کہنے لگو کہ (ہم دین کے باب میں کوتاہی کرنے میں اس لیے معذور رہیں کہ) ہمارے پاس کوئی (رسول جو کہ) بشیر و نذیر (ہو جس سے ہم کو دین کے بارے میں صحیح علم مع تنبہ کے ہوتا) نہیں آیا (اور پہلی شرائع ضائع ہوچکی تھیں۔ اس لیے ہم سے کوتاہیاں ہوگئیں) سو (سمجھ رکھو کہ اب عذر کی گنجائش نہیں رہی کیونکہ) تمہارے پاس بشیر اور نذیر یعنی محمد صلی

اللہ علیہ وسلّم آچکے ہیں۔ (اب ماننا نہ ماننا اس کو تم دیکھ لو) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

ان مذکورہ بالا دو حوالوں سے بخوبی واضح ہوگیا کہ اہلِ کتاب بھی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے میں اور گمراہی کی تاریکیوں سے ہدایت کی روشنی میں آنے کے لیے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت اور قرآن کے محتاج ہیں۔

اُوپر کے تین حوالجات میں بیان کردہ حقیقت کو ایک اور آیت میں یوں بیان فرمایا۔

۱۱۔ وما ارسلنٰك الا كافة للناس بشيرا و نذيرا

(اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے خوشخبری سُنانے اور ڈرانے والے)

ظہور اسلام کے وقت کوئی مذہب بھی حق پر نہ تھا

اس بات میں تو کوئی شک و شبہ ہی نہیں ہے کہ حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰی علیہما السّلام جو دین لے کر آئے تھے وہ بالکل حق تھا، لیکن اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ جس شکل میں وہ دین آئے تھے وہ پھر باقی نہ رہی تحریفات و بدعات کی بنا پر وہ دین اللہ کی مرضی کے مطابق نہ رہے۔ اس بات کو ہم چند آیات قرانیہ کی مدد سے واضح کرتے ہیں۔

(۱) افتطمعون ان يؤمنوا لكم وقد كان فريق منهم يسمعون كلام الله ثم يحرفونه من بعد ما عقلوه وهم يعلمون ۷۵/۲

(کیا اب بھی تم توقع رکھتے ہو کہ یہ (یہودی) تمہارے کہنے سے ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں کچھ لوگ ایسے گذرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام (توریت) سُنتے تھے اور پھر اس کو کچھ کا کچھ کر ڈالتے تھے اس کو سمجھنے کے بعد اور جانتے تھے کہ ہم بُرا کر رہے ہیں)

(۲) فويل للذين يكتبون الكتٰب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا

تو بڑی بربادی ان کی ہوگی جو لکھتے ہیں (بدل سدل کر) کتاب (تورات) کو اپنے ہاتھوں سے (اور) پھر (عوام سے) کہہ دیتے ہیں کہ یہ (حکم) خُدا کی طرف سے (یوں ہی

آیا) ہے۔ (اور) غرض (صرف) یہ ہوتی ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ نقد قدرے قلیل وصول کرلیں۔

(۳) یا اھل الکتب لم تلبسون الحق بالباطل و تکتمون الحق وانتم تعلمون۔

اے اہلِ کتاب کیوں مخلوط کرتے ہو واقعی (مضمون یعنی نبوّت محمدیہ) کو غیر واقعی (مضمون یعنی تحریف شُدہ عبارت یا تفسیر فاسد) سے اور (کیوں) چھپاتے ہو واقعی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ حق بات کو چھپا رہے ہو۔)

(۴) وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیما ۱۵۶/۴

اور اُن کے کُفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السّلام پر بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے۔

(۵) ولا تقولوا ثلثة انتھوا خیرا لکم انما اللّٰہ الٰہ واحد سبحٰنہ ان یکون لہ ولد ۱۷۱/۴

اور مت کہو کہ (خدا) تین ہیں۔ (اس شرک سے) باز آجاؤ تمہارے لیے بہتر ہوگا (اور توحید کے قائل ہوجاؤ کیونکہ) معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے (اور) وہ صاحبِ اولاد ہونے سے منزّہ ہے۔

مذکورہ بالا آیات کی تائید ان بے تحاشا تحریفات سے ہوتی ہے جو تورات وانجیل وغیرہ میں ہوتی رہی ہیں اور جن کا سلسلہ ابھی تک ختم ہونے میں نہیں آیا۔

حاصل یہ ہے کہ ظہور اسلام کے وقت جتنے بھی مذاہب پہلے سے موجود تھے خواہ وہ آسمانی ہی کیوں نہ ہوں ان میں وہ تغیّرات آچکے تھے کہ اَب وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی و پسند کے موافق نہ رہے تھے اور سوائے چند ایک بچے کھچے راہبوں کے جو توحید پر تھے باقی سب اہل ارض اللہ تعالیٰ کے غصّہ وناراضگی کے موجب کاموں میں مُبتلا تھے۔ یہی مضمون مذکورہ حدیث میں موجود ہے۔

وانی خلقت عبادی حنفاء کلھم	اور مَیں نے اپنے تمام بندوں کو شرک سے
وانھم أتتھم الشیاطین	یکسو پیدا کیا اور ان کے پاس شیطان آئے
فاحتالتھم عن دینھم	اور اُن کو اُن کے دین سے ہٹا دیا اور اُن

و حرمت علیهم ما احللت لهم و أمرتهم ان یشرکوا بی مالم انزل به سلطانا و ان الله نظر الی اهل الارض فمقتهم عربهم و عجمهم الا بقایا من اهل الکتاب

پر وہ چیزیں حرام کردیں جو میں نے اُن کے لیے حلال کیں اور ان شیاطین نے اُن کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ ایسوں کو شریک ٹھہرائیں جن کے بارے میں میں نے کوئی دلیل نہیں اُتاری اور اللہ نے اہلِ زمین کی طرف نظر کی تو سب عرب و عجم پر غصّہ فرمایا سوائے اہلِ کتاب میں سے کچھ (دین حق پر) بچے ہوئے لوگوں کے یہود و نصاریٰ باطل مذہب پر ہیں

(۱) ولو آمن اهل الکتاب لکان خیرا لهم۔ منهم المؤمنون واکثرهم الفٰسقون۔ $\frac{11}{3}$

اور اگر (یہ) اہل کتاب (بھی جو تم سے مخالفت کر رہے ہیں تمہاری طرح) ایمان لے آتے تو اُن کے لیے (ان کی حالت موجودہ سے جس کو بزعم خود اچھی سمجھتے ہیں زیادہ اچّھا ہوتا (کیونکہ پھر یہ بھی اسی مذکورہ اچھی جماعت یعنی خیر امة میں داخل ہوجاتے مگر وائی برحال ایشاں کہ سب مُسلمان نہ ہوئے بلکہ) ان میں سے بعضے تو مُسلمان ہیں اور زیادہ حصّہ اُن میں سے کافر ہیں۔

(۲) ضربت علیهم الذلة این ما ثقفوا الا بحبل من الله وحبل من الناس وباءوا بغضب من الله وضربت علیهم المسکنة ذلك بانهم کانوا یکفرون بآیٰت الله و یقتلون الانبیاء بغیر حق ذلك بما عصوا و کانوا یعتدون۔

بیان ذلت یہود جما دی گئی ان پر (خاص) بے قدری (یعنی بے امنی جان کی) جہاں کہیں بھی پائے جائیں گے مگر یُوں (دو ذریعوں سے امن میسّر ہوجاتا ہے) ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے اور مستحق ہوگئے (یہ لوگ)

غضب الٰہی کے اور جمادی گئی ان پر پستی ۔ یہ (ذلت و غضب) اس وجہ سے ہُوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے ۔ اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو (اس طرح سے کہ وہ قتل خود اُن کے نزدیک بھی) ناحق (ہوتا تھا) اور (نیز) یہ (ذلت و غضب) اس وجہ سے ہُوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ (اطاعت) سے نکل نکل جاتے تھے ۔

(۳) مایود الذین کفروا من اھل الکتب ولاالمشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم $\frac{۱۰۵}{۲}$

ذرا بھی پسند نہیں کرتے کافر لوگ (خواہ) اہل کتاب میں سے (ہوں) اور (خواہ) مشرکین میں سے اس امر کو کہ تم کو تمہارے پروردگار کی طرف سے کسی طرح کی بہتری (بھی) نصیب ہو اس آیت میں کس صراحت سے اہل کتاب کو کُفّار میں سے شمار کیا ۔

(۴) وقالوا قلوبنا غلف بل لعنھم اللّٰہ بکفرھم فقلیلا ما یؤمنون ۰ ولما جاءھم کتٰب من عند اللّٰہ مصدق لما معھم و کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاء ھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللّٰہ علی الکٰفرین ۔ بئسما اشتروا بہ انفسھم ان یکفروا بما انزل اللّٰہ بغیا ان ینزل اللّٰہ من فضلہ علی من یشآء من عبادہ ۔ فباءوا بغضب علی غضب وللکٰفرین عذاب مھین $\frac{۸۸-۹۰}{۲}$

اور وہ (یہودی فخر سے) کہتے ہیں کہ ہمارے قلوب (ایسے) محفوظ ہیں (کہ اس میں مخالف مذہب یعنی اسلام کا اثر ہی نہیں ہوتا تو مذہب پر ہم خوب پختہ ہیں ۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ محفوظی اور پختگی نہیں ہے) بلکہ اُن کے کُفر کے سبب سے اُن پر خُدا کی مار ہے ۔ سو بہت ہی تھوڑا سا ایمان رکھتے ہیں (اور تھوڑا ایمان مقبول نہیں پس وہ کافر ہی ٹھہرے)

اور جب ان کو ایک ایسی کتاب پہنچی (یعنی قرآن) جو من جانب اللہ ہے (اور) اس (کتاب) کی (بھی) تصدیق کرنے والی ہے جو (پہلے سے) اُن کے پاس ہے (یعنی تورات) حالانکہ اس کے قبل (خود) بیان کرتے تھے (اور) کفار سے (یعنی مشرکین عرب سے کہ

ایک نبی آنے والے ہیں اور ایک کتاب لانے والے ہیں مگر) پھر جب وہ چیز آ پہنچی جس کو وہ (خوب جانتے) پہچانتے ہیں تو اس کا (صاف) انکار کر بیٹھے۔ سو (بس) خدا کی مار ہو ایسے منکروں پر (کہ جان بوجھ کر محض تعصّب کے سبب سے انکار کریں) وہ حالت (بہت ہی) بُری ہے جس کو اختیار کر کے (وہ بزعم خود) اپنی جانوں کو (عقوبت آخرت سے) چھڑانا چاہتے ہیں (اور وہ حالت) یہ (ہے) کہ کفر (و انکار) کرتے ہیں ایسی چیز کا جو حق تعالیٰ نے (ایک سچے پیغمبر پر) نازل فرمائی (یعنی قرآن اور وہ انکار بھی) محض (اس) ضد پر کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اس کو منظور ہو (یعنی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر کچھ) نازل فرمائے سو (اس حسد بالائے کفر سے) وہ لوگ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے اور (آخرت میں) ان کُفر کرنے والوں کو ایسی سزا ہوگی جس میں (تکلیف کے علاوہ) ذلت (بھی) ہے۔

(۵) فبما نقضهم ميثاقهم لعنهم وجعلنا قلوبهم قسية ۔ يحرفون الكلم عن مواضعه ونسوا حظا مما ذكروا به ولا تزال تطلع على خائنة منهم الا قليلا منهم فاعف عنهم واصفح ان الله يحب المحسنين ومن الذين قالوا انا نصٰرى اخذنا ميثاقهم فنسوا حظا مما ذكروا به فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيٰمة وسوف ينبئهم الله بما كانوا يصنعون ۱۳/۱۴ ۵

تو صرف ان کی (یعنی بنی اسرائیل کی) عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے اُن کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ہم نے ان کے قلوب کو سخت کر دیا (کہ حق بات کا ان پر اثر ہی نہیں ہوتا اور اس سخت دلی کے آثار سے یہ ہے کہ) وہ لوگ (یعنی ان کے علماء) کلام (الٰہی یعنی تورات) کو اس کے (الفاظ یا مطالب کے) مواقع سے بدلتے ہیں (یعنی تحریف لفظی یا تحریف معنوی کرتے ہیں) اور (اس تحریف کا اثر یہ ہُوا کہ) وہ لوگ جو کچھ ان کو (تورات میں) نصیحت کی گئی تھی اس میں سے اپنا ایک بڑا حصّہ (نفع کا جو کہ ان کو عمل کرنے سے نصیب ہوتا) ـــــ فوت کر بیٹھے اور (حالت یہ ہے کہ) آپ کو آئے دن (یعنی ہمیشہ

دین کے باب میں) کسی نہ کسی (نئی) خیانت کی اطلاع ہوتی رہتی ہے جو ان سے صادر ہوتی رہتی ہے بجز اُن کے معدودے چند شخصوں کے (جو کہ مُسلمان ہو گئے تھے) سو آپ ان کو معاف کیجیے اور ان سے درگزر کیجیے... الخ

اور جو لوگ (نصرت دین کے دعوٰی سے) کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی انکا عہد (مثل عہد یہود کے) لیا تھا سو وہ بھی جو کچھ ان کو (انجیل وغیرہ میں) نصیحت کی گئی تھی اس میں سے اپنا ایک بڑا حصّہ (نفع کا جو کہ ان کو عمل کرنے سے نصیب ہوتا) فوت کر بیٹھے (کیونکہ وہ امر جس کو فوت کر بیٹھے توحید ہے اور ایمان ہے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جس کا حکم اُن کو بھی ہُوا تھا جب توحید کو چھوڑ بیٹھے) تو ہم نے ان میں باہم قیامت تک کے لیے بغض و عداوت ڈال دی اور عنقریب (آخرت میں) کہ وہ بھی قریب ہی ہے ان کو اللہ تعالیٰ اُن کا کیا ہُوا جتلا دیں گے (پھر سزا دیں گے)

عقیدۂ تثلیث شرک ہے

(۱) یٰاَھل الکتٰب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللّٰہ الا الحق۔ انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللّٰہ وکلمتہ اَلقٰھا الی مریم و روح منہ فاٰمنوا باللّٰہ ورسلہ ولا تقولوا ثلاثۃ انتھوا خیرا لکم انما اللّٰہ اِلٰہ واحد سبحٰنہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وکفی باللّٰہ وکیلا۔ $\frac{۱۷۱}{۴}$

اے اہلِ کتاب (یعنی انجیل والو) تم اپنے دین (کے بارہ) میں (عقیدۂ حقّہ کی) حد سے مت نکلو اور خُدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم تو اور کچھ بھی نہیں۔ البتّہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ (کی پیدائش) ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مریمؑ تک (جبرئیل علیہ السّلام کے واسطہ سے) پہنچایا اور اللہ کی طرف سے ایک جان (دار چیز) ہیں۔ سو اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور یُوں مت کہو کہ تین ہیں (اس شرک سے) باز آ جاؤ تمہارے لیے بہتر ہو گا۔ معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے۔ وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اس کی ملک ہیں۔

(۲) لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلاثۃ وما من الٰہ الا الٰہ واحد۔

بقیہ صد ۶۲ پر)

حاصلِ مُطالعہ

مولانا نعیم الدّین صاحب ، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

مقاتل بن سلیمانؒ کا کلمۂ حق

مشہور مفسّر مَقاتِلُ بن سلیمان بلخی رحمہ اللہ (م : ۱۵۰ھ) کے تذکرے میں مؤرخ ابنِ خَلِّکان فرماتے ہیں:

"مروی ہے کہ ابوجعفر منصور (ایک دن) بیٹھا ہُوا تھا کہ اُس کے چہرہ پر مکھی آ بیٹھی، اُس نے اُڑا دی، مکھی حسبِ عادت پھر آن بیٹھی، خلیفہ نے پھر اُڑا دی، غرض کئی دفعہ ایسا ہی ہُوا جس سے منصور اچھا خاصا پریشان ہو گیا۔ منصور نے کہا کہ دروازہ پر دیکھو کہ باہر کون ہے، بتلایا گیا کہ مقاتل بن سلیمان ہیں اُس نے کہا کہ اُنھیں اندر لے آؤ، مقاتل، منصور کے پاس پہنچے تو اُس نے (جھلّا کر) کہا کہ مکھی پیدا کرنے کی خدا کو کیا ضرورت پڑی تھی؟ مقاتل نے جواب دیا کہ : اللہ تعالیٰ نے مکھی متکبّروں کا غُرور توڑنے کے لیے پیدا کی ہے۔ منصور یہ سُن کر خاموش ہو گیا (آگے کچھ بول نہیں سکا)" [1]

قاضی بکّار بن قتیبہؒ کا غلط فتویٰ دینے سے انکار

قاضی بکّارِ بن قُتَیْبَہ بصری حنفی رحمہ اللہ (م : ۲۷۰ھ) اپنے زمانہ کے بہت بڑے محدّث فقیہ اور

[1] وفیات الاعیان ج ۱ ص ۲۵۵

طرف سے احمد بن طولون حاکم تھے، ابن طولون قاضی صاحبؒ کے ساتھ نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ پیش آتے تھے اور قاضی صاحب کو اُن کے مشاہدہ کے علاوہ ہر سال الگ سے ایک ہزار اشرفیاں دیتے تھے، سوءِ اتّفاق کہ ابن طولون اور قاضی صاحبؒ کے درمیان شکر رنجی ہوگئی اور اعزاز و اکرام کی جگہ آپ کو مصائب و تکالیف سے دو چار ہونا پڑا۔ وجہ یہ بنی کہ متوکل کا بیٹا مُعتَمِدْ جب خلیفہ بنا تو اُس نے اپنے بعد اپنے بھائی مُوَفَّقْ کو اپنا ولی عہد نامزد کیا۔ مُعتَمِدْ کی بد قسمتی کہ وہ خلافت کے اہل ثابت نہ ہُوا جس کی وجہ سے ملک میں حالات ابتر ہونے لگے مُوَفَّقْ سمجھدار تھا اُس نے تمام اُمور کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی۔ مُعتَمِدْ برائے نام خلیفہ رہ گیا صرف خطبہ اُس کے نام کا پڑھا جاتا تھا اور سِکّہ اس کے نام کا چلتا تھا باقی تمام اُمور مُوَفَّقْ انجام دیتا تھا، مُعتَمِدْ کو اِس پر بڑی تشویش تھی وہ اسی سلسلہ میں ابن طولون سے ملنے مصر جارہا تھا کہ مُوَفَّقْ کو پتہ چل گیا اُس نے ایک لشکر بھیج کر مُعتَمِدْ کو گرفتار کر لیا اِدھر ابن طولون مُہِمّات کے سلسلہ میں دمشق گیا ہُوا تھا اُسے جب مُعتَمِدْ کی گرفتاری کا علم ہُوا تو علّامہ ذہبیؒ کے بیان کے مطابق

> اُس نے عُلماء واَعْیَانْ (اور قُضَاۃ و فُقہاء) کو (دمشق میں) اکٹھا کیا اور کہا کہ مُوَفَّقْ نے امیر المؤمنین سے غدّاری کی ہے اور اُن سے کیا ہُوا عہد توڑا ہے اس لیے آپ سب حضرات مُوَفَّقْ کو ولی عہدی سے معزول کرنے کا فتوٰی دیں سب حضرات نے فتوٰی دے دیا سوائے قاضی بکار بن قتیبہ کے، آپ نے ابن طولون سے کہا: "اَنْتَ اَوْرَدْتَ عَلَیَّ کِتَابَ الْمُعْتَمِدِ بِتَوْلِیَتِہِ الْعَھْدَ فَھَاتِ کِتَابًا آخَرَ مِنْہُ" جناب نے مُعتَمِدْ کی جانب سے مُوَفَّقْ کی ولی عہدی کا پروانہ میرے سامنے پیش کیا تھا (اب اگر آپ اسے معزول کرنے کا فتوٰی لینا چاہتے ہیں تو) مُعتَمِدْ ہی کی طرف سے اُس کی معزولی کا پروانہ لے آئیے، ابن طولون نے کہا کہ مُعتَمِدْ تو بندش کا شکار اور مغلوب و مقہور ہے قاضی صاحبؒ نے فرمایا: لَا اَدْرِیْ میں

مصر کے چیف جسٹس تھے، کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اور دورانِ تلاوت اکثر گریہ طاری رہتا تھا، حق گوئی وطیرہ تھا اس میں کسی کی پروا نہیں کرتے تھے آپ چوبیس سال چھ ماہ اور سولہ دن مصر کے قاضی رہے لیکن کوئی بات ضمیر کے خلاف نہیں کی، آپ کے چچا زاد بھائی ابو حاتم کہتے ہیں کہ :

"چچا جان کی خدمت میں بصرہ سے ایک صاحب تشریف لائے جو بڑے عالم زاہد اور عابد تھے۔ چچا جان نے اُن کا اعزاز و اکرام کیا اور اُنھیں اپنے قریب بٹھایا اُنھوں نے ذکر کیا کہ وہ آپ کے ساتھ فلاں مکتب میں پڑھتے تھے، کچھ دن بعد یہ صاحب چچاجان کے پاس ایک گواہی کے سلسلہ میں مصر کے دو گواہ ساتھ لے کر آئے۔ اُنھوں نے گواہی دی لیکن آپ نے ان کی گواہی قبول نہیں کی، ابو حاتم کہتے ہیں میں نے چچا جان سے کہا کہ یہ صاحب انتہائی عابد و زاہد ہیں اور آپ انھیں جانتے بھی ہیں پھر بھی آپ نے ان کی گواہی قبول نہیں کی ؟ فرمایا : بھتیجے: اِن کی گواہی رَد کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم بچے تھے تو ایک دفعہ ایسا ہُوا کہ دسترخوان پر ہم کھانا کھا رہے تھے۔ دسترخوان پر چاول تھے جن میں کھانڈ ڈلی ہُوئی تھی۔ میں نے اپنی اُنگلی سے چاول کریدے تو اِن صاحب نے جھٹ سے یہ آیت پڑھ دی اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا (حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ سے کہا کہ آپ نے کشتی کا تختہ کیا اس لیے اُکھاڑا ہے کہ کشتی والوں کو ڈبو دیں) میں نے کہا کہ بھائی تم کھانے پر کتاب اللہ کے ساتھ استہزاء کر رہے ہو ؟ اس کے بعد میں نے ایک مُدّت تک اِن سے بات چیت نہیں کی، مجھے یہ واقعہ یاد آگیا اور مجھے ہمّت نہیں ہُوئی کہ ایسی صُورت میں میں ان کی گواہی قبول کروں"۔[1]

جب آپ متوکل کی جانب سے قاضی بن کر مصر تشریف لے گئے تو وہاں خلافتِ عباسیہ کی

---

[1] وفیات الاعیان ج ۱ ص ۲۸۱

یہ نہیں جانتا ابن طولون (بھڑک گیا اور) بولا شاید لوگ جو آپ کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ قاضی بکار جیسا آدمی دُنیا بھر میں نہیں ہے اِس بات نے آپ کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے، لگتا ہے آپ سٹھیا گئے ہیں۔ ابن طولون نے آپ کو بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر ڈالا[1]

مؤرخ ابن خلکانؒ کہتے ہیں کہ

"ابنِ طولون نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قاضی صاحبؒ سے وہ تمام اشرفیاں جو وہ ہر سال اُنھیں دیتا تھا واپس طلب کیں۔ قاضی صاحبؒ نے اشرفیوں کے تمام توڑے جن پر (ابھی تک) مہریں لگی ہوئی تھیں وہ سب ابنِ طولون کو اُٹھوا دیئے، یہ اٹھارہ توڑے تھے، ابن طولون اِس سے بڑا کچا ہُوا، اُس کا خیال تھا کہ قاضی صاحبؒ نے تمام اشرفیاں خرچ کر ڈالی ہوں گی اور وہ واپس نہ دے سکیں گے۔"[2] قاضی صاحبؒ قید ہی میں تھے کہ احمد بن طولون کا انتقال ہوگیا، اُس کے انتقال کے ٹھیک چالیس روز بعد قاضی صاحبؒ بھی اللہ کو پیارے ہوگئے قید خانے ہی سے قاضی صاحبؒ کا جنازہ اُٹھا اور ابن طباطبا کی قبر کے پاس آپ کی تدفین ہُوئی مشہور ہے کہ آپ کی قبر مُبارک کے پاس جو دُعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

آپ کے انتقال کے بعد مصر میں پُورے تین سال تک کوئی قاضی القضاۃ نہیں بن سکا۔"[3]

حضرت شیخ الہندؒ کا غلط فتوے پر دستخط سے انکار

راقم الحروف حضرت قاضی بکارؒ کے حالات پڑھ رہا تھا کہ اس دوران شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ (م: ۱۳۳۹/۱۹۲۰) کی شخصیت نظروں میں گھومنے لگی، ۱۸۵۷ء کی جنگِ

[1] سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۶۰۲
[2] وفیات الاعیان ج ۱ ص ۲۸۰
[3] وفیات الاعیان ج ۱ ص ۲۸۰

آزادی کے بعد انگریز کے خلاف اور ملک کو اُن کے غاصبانہ قبضہ سے آزاد کرانے کے لیے جن افراد نے اپنا تن من دھن لٹایا اُن میں شیخ الہندؒ کی شخصیت سرِفہرست ہے۔

۱۹۱۵ء میں آپ حجاز تشریف لے گئے۔ بدقسمتی سے شریف حسین نے انگریز کے بھڑکانے پر "خلافتِ عثمانیہ" سے بغاوت کر کے اپنی حکومت قائم کر لی، گورنمنٹ برٹش کے ایماء پر حضرت شیخ الہندؒ سے "خلافت عثمانیہ" کے خلاف نیز ترکوں کی تکفیر اور شریفی حکومت کی بغاوت کے حق میں مُرتّبہ استفتاء پر دستخط طلب کیے گئے جس سے آپ نے خلافِ شرع ہونے کی بناء پر انکار کر دیا۔ نتیجۃً آپ کو انتہائی ضعف اور پیرانہ سالی کی حالت میں آپ کے رفقاء کے ساتھ جزیرہ نما مالٹا میں قید کر دیا گیا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

"محرم ۱۳۳۵ھ کی اخیر تاریخوں میں شیخ الاسلام مکّہ معظّمہ عبداللہ سراج کی طرف سے نقیبِ علماء مکّہ عصر کے بعد آیا اور کہا کہ مجھ کو شیخ الاسلام نے بھیجا ہے اور حضرت شیخ الہند سے اس محضر کی تصدیق طلب کی ہے مولانا کے اس پر دستخط کرا دو اس کو دیکھا گیا تو عنوان یہ تھا: مِنْ علماءِ مکۃ المکرمہ المدرسین بالحرم الشریف المکی (مکہ مکرمہ کے علماء کی جانب سے جو مکہ کے حرم شریف میں درس دیتے ہیں) اور اس میں تمام ترکوں کی تکفیر اس بناء پر کی گئی تھی کہ انھوں نے سلطان عبدالحمید خاں مرحوم کو معزول کیا ہے۔ شریف حسین کی بغاوت کو حق بجانب اور مستحسن قرار دیا گیا تھا اور ترکوں کی خلافت کا انکار تھا وغیرہ وغیرہ حضرتؒ نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ چونکہ یہ محضر اُن عُلماء مکہ مکرمہ کی طرف سے ہے جو کہ حرم مکی میں پڑھاتے ہیں اور میں ہندوستان کا باشندہ ہوں اور حرم مکّی میں مدرس بھی نہیں ہوں اس لیے مجھ کو کسی طرح اس پر دستخط کرنا دُرست نہیں ہے وہ واپس چلا گیا۔ حاضرین میں سے بعض احباب نے کہا کہ اس کا نتیجہ خطرناک ہے۔ حضرت نے جواب دیا کہ پھر کیا کیا جائے۔ نہ عنوان اجازت دیتا ہے

نہ مُعَنْوَنْ، مُعَنْوَنْ میں جو باتیں ذکر کی گئی ہیں۔ وہ سراسر خلافِ شریعت ہیں۔ اس کے بعد سُنا گیا کہ شیخ الاسلام عبداللہ سراج بہت برہم ہُوئے خطرہ تھا کہ وہ لوٹ کر آئے گا اور کچھ جواب دے گا۔ دو چار دن کے بعد شریف حسین خود جدہ گیا اور وہاں سے حکم بھیجا کہ فوراً مولانا محمود حسن اور اُن کے رفقاء اور سید ہاشم اور حکیم نصرت حسین کو گرفتار کر کے بھیجو۔"[1]

تقریباً ساڑھے تین سال قید کاٹنے کے بعد آپ کو رہائی نصیب ہُوئی اور آپ دیوبند واپس تشریف لائے اور پہلے سے بھی زیادہ جوش و خروش کے ساتھ تحریک آزادی میں حصّہ لیا۔ سوءِ اتّفاق کہ جلد ہی آپ کا انتقال ہوگیا۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً

اِبنُ السِّکِّیتُ کی حق گوئی

یعقوب بن اسحاق المعروف اِبنُ السِّکِّیتُ[2] اپنے زمانہ کے بہت بڑے لُغوی تھے، آپ نے علمِ لغت میں ایک کتاب "اصلاح المنطق" کے نام سے لکھی تھی، اُس زمانہ کے ایک عالم کا کہنا تھا کہ علمِ لُغتْ میں اِس جیسی کوئی دوسری کتاب بغداد کے پُل سے نہیں گزری اکابرہ اَعلام نے بیانِ لغت میں آپ کے اقوال سے استشہاد کیا ہے۔[3]

ابنِ سِکّیتُ عبّاسی خلیفہ متوکل کے دربار سے وابستہ تھے اور متوکل کے صاحبزادوں مُعتَزْ اور مُؤیَّدْ کے اتالیق تھے، متوکل بہت سی خُوبیوں کے باوصف بغضِ علیؓ کا شکار تھا اور اُن کے صاحبزادوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) سے کدورت رکھتا تھا اس کے برعکس ابنِ سِکّیتُ اہلِ بیت سے بے انتہا عقیدت و محبّت رکھتے تھے۔

"ایک دفعہ ایسا ہُوا کہ ابن سِکّیتُ، متوکل کے ساتھ بیٹھے ہُوئے تھے کہ اچانک متوکل کے بیٹے معتز اور مؤید آگئے، متوکل نے

---

[1] نقشِ حیات ج ۲ ص ۲۵۰ [2] انھیں سِکّیتُ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ انتہائی خاموش رہتے تھے، گویا سِکّیتُ سُکُوتُ سے ماخوذ ہے [3] چنانچہ صاحب ہدایہؒ باب العدۃ کے شروع میں فرماتے ہیں" کذا قال ابن السکیت" دیکھیے ہدایہ ج ۲ ص ۴۲۲

اُن سے پُوچھا کہ : یعقوب تم کو کون زیادہ محبوب ہے میرے یہ دونوں بیٹے یا حسن حسین ؟ (رضی اللہ عنہا) ابن سِکّیتؒ نے کہا : " وَاللّٰہِ اِنَّ قُنْبُرَ خَادِمَ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ خَیْرٌ مِنْكَ وَمِنَ ابْنَیْكَ " واللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خادم قنبر تجھ سے اور تیرے دونوں بیٹوں سے کہیں بہتر ہے، (متوکل یہ سُن کر تاب نہ لاسکا اور جلادوں کو حکم دیا کہ گُدی سے اِن کی زبان کھینچ لو، چنانچہ ایسے ہی کیا گیا، ابن سکیت اسی تکلیف میں فوت ہوگئے [1]

یہ قصہ ۲۴۴ھ یا اس کے لگ بھگ پیش آیا تھا اور اِس وقت ابن سِکّیتؒ کی عمر اٹھاون برس تھی۔

قاضی شمس الدینؒ کی جرأت

سلطان بایزید یلدرم خاندانِ عثمانیہ کا مشہور حکمران گزرا ہے سلطان مراد اوّل کا بیٹا تھا ، انتہائی شجاع و دلیر واقع ہوا تھا۔ اِس کے عہد میں قاضی شمس الدین ایک نامی گرامی بزرگ تھے جو سلطان کی طرف سے بروسا کی قضاء پر فائز تھے اِن کے متعلق مصنّف "شقائق النعمانیہ" فرماتے ہیں۔

" آپ کی عدالت میں ایک معاملے میں سلطان بایزید نے شہادت دی تو شہادتِ سلطانی کو اُنھوں نے قبول نہیں کیا، جب سلطان نے وجہ پُوچھی تو مولانا نے جواب دیا کہ سلطان نماز میں جماعت کا پابند نہیں اور تارکِ جماعت کی شہادت مردود ہے " [2]

حضرت مدنیؒ کا تاریخ ساز بیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ (م : ۱۳۷۷/ ۱۹۵۷) کی شخصیت اپنی

[1] وفیات الاعیان ج ۲ ص ۴۰۰

[2] شقائق النعمانیہ مصنّفہ طاش کبری زادہ بحوالہ "تذکرہ عُلماء سلف ص ۹۳

مذہبی، تاریخی، سیاسی اور ملّی خدمات کے حوالہ سے کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ دارالعلوم کے وہ عظیم سپوت ہیں جنھوں نے راہِ عزیمت کو اپناتے ہوئے علماء اور اہلِ درس کے حلقہ سے باہر قدم نکالا اور اس مسئلہ کی طرف توجہ کی جو وقت کا اہم مسئلہ تھا اور عین انگریزی حکومت کے عروج کے زمانے میں اعلانِ حق کرکے " کَلِمَۃُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ کے افضل جہاد کا شرف حاصل کیا۔ مالٹا میں اسیری کے دن گزارے اور ہندوستان کی جیلوں میں مہینوں رہ کر سُنّت یوسفی ادا کی اور دُنیا کی عظیم ترین سلطنت کے مقابلہ میں برسوں سینہ سپر رہے یہاں تک کہ آپ کا مقصد پورا ہوا اور انگریز اپنی بساط لپیٹ کر چلتا بنا

ذیل میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کے تاریخی بیان کا ایک اقتباس پیش کیا جارہا ہے جس سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہمّت و عزیمت اور جرأت و استقامت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جولائی ۱۹۲۱ء کی بات ہے کہ کراچی خلافت کانفرنس میں آپ نے یہ تجویز پیش فرمائی۔

> "گورنمنٹ برطانیہ کی فوج کی ملازمت کرنا، کسی کو بھرتی کرانا، کسی کو بھرتی ہونے کی تلقین کرنا اور ہر قسم کی اعانت کرنا سب حرام ہے اور ہر مُسلمان پر فرض ہے کہ یہ بات ہر فوجی مُسلمان تک پہنچادے"

شرکاء کانفرنس نے یہ تجویز پسند کی اور پاس کردی، یہ تجویز اخبارات میں آئی، کتابی شکل میں شائع ہوئی، پورے ملک میں شور مچ گیا، حکومتِ برطانیہ اسے کہاں برداشت کرسکتی تھی اُس نے حضرت کو گرفتار کرلیا۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۱ء سے خالق دینا ہال کراچی میں حضرت مدنیؒ اور دوسرے شرکاء کانفرنس کے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی اور حضرت نے عدالت کے روبرو وہ تاریخی بیان دیا جو ہندوستان کی سیاسی علمی اور ادبی تاریخ میں ایک عظیم مقام رکھتا ہے اس بیان میں آپ نے فرمایا:

> "اگر گورنمنٹ کا منشا مذہبی آزادی سلب کرنا ہے تو صاف صاف اعلان کرے تاکہ سات کروڑ مُسلمان اس بات پر غور کریں کہ اُن کو مُسلمان رہنا منظور ہے یا گورنمنٹ برطانیہ کی رعایا، اسی طرح ۲۲ کروڑ ہندو بھی سوچ لیں کہ اُن کو کیا کرنا ہے کیونکہ جب مذہبی آزادی چھینی جائے گی تو

سب کی چھینی جائے گی۔ اگر لارڈ ریڈنگ اس لیے بھیجے گئے ہیں کہ قرآن کریم کو جلادیں، احادیث کو مٹادیں اور کُتبِ فقہ کو برباد کر دیں تو سب سے پہلے اسلام پر اپنی جان قربان کرنے والا میں ہوں"

مولانا محمد علی جوہر بھی اس مقدمہ میں ماخوذ تھے اور اس وقت کمرۂ عدالت میں موجود تھے، اس موقع پر حضرت مدنی رحؒ نے اپنی بے مثال جرأت کا مظاہرہ کیا تو انھوں نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر جاکر حضرت کے پاؤں چوم لیے۔[1]

قارئین محترم: ہم نے کلمۂ حق کہنے والوں کے یہ چند واقعات ذکر کیے ہیں اس قسم کے واقعات سے ہماری تاریخ بھری پڑی ہے جو ہمیں ہمت و عزیمت کا درس دے رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اکابر کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

نفیس بک بائنڈرز

NBB

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور ۰ فون 7322408

[1] تفصیلات کے لیے دیکھیے ۲۰ بڑے مسلمان ص ۴۷۹ و ص ۴۸۰

٭تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : چراغ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)
تصنیف : حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ
صفحات : ۶۷۲
سائز : ۲۰×۳۰/۸
ناشر : دارالارشاد، مدنی روڈ اٹک شہر
قیمت : ۴۰۰/-

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ (م: ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۷ء) کی شخصیت اپنی مذہبی، تاریخی، سیاسی، ملّی اور ملکی خدمات کے حوالے سے کسی تعارف کی محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خصوصیات و امتیازات سے نوازا تھا اِس دَور میں ان کی مثال ملنا مشکل ہے۔ بقول پروفیسر خلیق احمد نظامی رحؒ کے

"مولانا حسین احمد مدنی رحؒ اپنی ذات سے ایک انجمن تھے، اُن کے کام کی وسعت ایک ادارہ کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے تھی، اُن کے افکار کی گیرائی ایک تحریک کی شکل اختیار کر چکی تھی ایسی تحریک جس نے ایک طوفانی دَور میں مُسلمانوں کی عظیم الشان علمی، تہذیبی اور روحانی قدروں کی پاسداری کی تھی اُن کے ساتھ تاریخ کا ایک دَور ختم ہوگیا، ؎

ترا چہ آگہی کہ مرا از غروب ایں خورشید چہ گنج ہائے سعادت زیان جان آمد

اگر تاریخ کے واضح اشاروں سے چشم پوشی نہ کی جائے تو یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی کہ مولانا مدنی ہماری اس بزمِ رفتہ کے آخری رکنِ رکین تھے جس کی صدر نشینی کبھی شاہ ولی اللہ رحؒ اور شاہ عبدالعزیز رحؒ نے کی تھی، یہ محض اتفاقی بات نہیں تھی کہ وہ جب درسِ بخاری شروع کرتے تو پہلے شاہ ولی اللہ رحؒ تک اپنی سندِ حدیث بیان کرتے تھے ان کی زندگی اس چراغ کی آخری لَو تھی، مدرسہ رحیمیہ نے جب دم توڑا تو فیروز شاہ کوٹلہ کی مسندِ علم و درس دیوبند کو منتقل ہوگئی اور ایک ایسے دَور میں جب ذہن پژمردہ، مذہبی فکر ماؤف اور دینی بصیرت عنقا تھی، انھوں نے اسلاف کا چراغ علم و عرفان تیز اور تیز ہواؤں کے درمیان روشن رکھا بڑے بڑے طوفان گھر گھر کر آئے لیکن اُن کے پائے ثبات میں لغزش نہ پیدا کر سکے، وہ عزم و عزیمت کی چٹان بنے ہوئے اپنے کام میں مصروف رہے اُن کی ذات میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے سوز، مولانا رشید احمد گنگوہی کی استقامت، شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی رحؒ کی سرشاری اور مولانا محمود حسن رحؒ کی بصیرت کا پرتو نظر آتا تھا۔ وہ خود کو "ننگِ اسلاف" کہتے تھے، لیکن حقیقت میں اُن کی ذات "فخرِ اسلاف" بن گئی تھی وقت کا قافلہ جتنی تیزی سے آگے بڑھتا جارہا ہے اُن کے نقشِ پا اور روشن ہوتے جاتے ہیں اور اُن کی ذات علم و عمل اور سلوک کا ایک روشن مینارہ بن کر دعوتِ فکر و عمل دیتی نظر آتی ہے۔

سالہا گوشِ جہاں زمزمہ زا خواہد بود زیں نواہا کہ دریں گنبد گردوں زدہ ام [1]

حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی ہمہ گیر شخصیت پر جتنا کچھ لکھا گیا ہے وہ کم ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کی شخصیت کے ہر ہر پہلو پر لکھا جائے اور آپ کی شخصیّت کے مخفی گوشوں کو اُجاگر کیا جاتے اسی سلسلہ کی ایک عظیم کاوش پیشِ نظر کتاب "چراغ محمدؐ" ہے جو حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عرق ریزی اور انتہائی عقیدت و محبّت کے ساتھ تصنیف فرمائی ہے۔ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن پر تبصرہ کرتے ہوئے راقم الحروف نے لکھا تھا۔

---

[1] شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی حیات اور کارنامے مرتبہ ڈاکٹر رشید الوحیدی ص : ۵۰

"موصوف حضرت شیخ الاسلام کے شاگرد و مسترشد، بارگاہِ مدنی سے براہِ راست فیض یافتہ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ پہلے بھی مختلف رسائل و جرائد میں حضرت شیخ الاسلامؒ کی شخصیت سے متعلق مضامین لکھتے رہے ہیں۔ حال میں آپ نے حضرت شیخ الاسلامؒ کی سوانح سے متعلق یہ ضخیم کتاب تصنیف فرمائی ہے، حضرت شیخ الاسلام کا تاریخی نام "چراغ محمد" ہے اس نام کی مناسبت سے حضرت قاضی صاحب نے اپنی تالیف کا نام بھی "چراغ محمد" رکھا ہے۔

اس کتاب کو حضرت قاضی صاحب نے دو حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصّہ میں آپ نے ہندوستان پر انگریزوں کے غاصبانہ قبضہ کی رُوح فرسا داستان، اُس کے خلاف مجاہدینِ اسلام کی قربانیاں، حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خاندانی حالات، آپ کی پیدائش، تعلیم و تربیت، بیعت و سلوک، مدینہ طیبہ میں قیام، اِسارتِ مالٹا، دارالعلوم دیوبند میں تدریس، استخلاصِ وطن کی تحریک اور اِن کے علاوہ دیگر اُمور سے متعلق تفصیلات درج کی ہیں اور دوسرے حصّہ میں حضرت شیخ الاسلامؒ کے اوصافِ حمیدہ، عادات و خصائل، کشف و کرامات، نیز آپ کے مکتوبات کی افادیت و حیثیت کے متعلق تفصیل درج فرمائی ہے۔ اسی حصّہ میں آپ نے حضرت مدنی رحمہ اللہ کے خلاف علّامہ اقبال مرحوم کے حوالہ سے جو زہر اُگلا جا رہا ہے۔ اس کی حقیقت کو بھی طشت ازبام کیا ہے اور پروفیسر یُوسف سلیم چشتی جو ایک زمانہ میں حضرت شیخ الاسلام کے بدترین معاندین میں سے تھے اُن کا توبہ نامہ بھی ذکر کیا ہے۔"[1]

اس وقت ہمارے پیشِ نظر اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے جس کی تیاری حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں شروع کر دی تھی افسوس کہ اس کی طباعت آپ کی زندگی میں نہ ہو سکی۔ یہ دوسرا ایڈیشن حضرت قاضی صاحب کے خلف الرشید مولانا قاضی ارشد الحسینی زید مجدہم نے پہلے سے بھی زیادہ حسن و خوبصورتی کے ساتھ شائع فرمایا ہے، اس دوسرے ایڈیشن میں چھتیس ۳۶ صفحات کا اضافہ کیا گیا ہے جن میں اس کتاب کے متعلق مشاہیر علماء کی قیمتی آراء اور ملک و بیرون ملک سے شائع

---

[1] ماہنامہ انوارِ مدینہ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ اپریل ۱۹۹۵ء

ہونے والے مختلف رسائل وجرائد میں اس کتاب سے متعلق وقیع تبصروں کے اقتباسات دیے گئے ہیں جن سے کتاب کا تعارف اُس کی قدروقیمت اور اس کی ثقاہت وافادیّت کا پتہ چلتا ہے، کتاب کا یہ دوسرا ایڈیشن جاذبِ نظر ہے۔ حسنِ باطنی کے ساتھ ساتھ حسنِ ظاہری سے بھی آراستہ ہے، طباعت وکتابت عمدہ ہے، لیمنیشن جلد سے مزیّن ہے۔

قیمت پر نظرِثانی کی ضرورت ہے۔ قیمت زیادہ ہونے کی وجہ سے ممکن ہے حضرت شیخ الاسلامؒ کے بہت سے پرستار اشتیاق کے باوجود اس کی خریداری سے محروم رہ جائیں اگر اس کی قیمت کسی بھی حوالہ سے کچھ کم کر دی جائے تو بہتر ہے تاکہ غریب افراد بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔

○

نام کتاب : مجموعہ خطبات

مرتّب : قاری جمیل الرحمٰن اختر

صفحات : ۴۰۰

سائز : $\frac{۳۶\times۲۳}{۱۶}$

قیمت : ۱۵۰/

ناشر : انجمن خدّام الاسلام ۲۸۵ جی ٹی روڈ باغبان پورہ لاہور

پیشِ نظر کتاب "مجموعہ خطبات" میں بہت سے مشاہیر علماء کرام مثلاً حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر، حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ، حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانیؒ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی حضرت مولانا عبدالکریم ندیم، حضرت مولانا زاہد الراشدی کے مختلف الانواع بارہ (۱۲) خطبات کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ تمام خطبات عقیدہ اور عمل کی اصلاح میں نہایت مؤثر و مفید ہیں، انداز بیان سادہ اور دلنشیں ہے۔ بعض مقامات پر تصیح کی ضرورت ہے۔ طباعت وکتابت عمدہ ہے، لیمینیشن جلد اور قیمت مناسب ہے۔

○

نام کتاب : تاریخ حرمین شریفین

تصنیف : حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب دامت برکاتہم

صفحات : ۳۴۶

سائز : ۳۶x۲۳/۱۶

قیمت : ۱۹۵/-

ناشر : مکتبہ شریفیہ اُردو بازار کراچی

مخدوم و مکرم حضرت قاری شریف احمد صاحب دامت برکاتہم کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے جن میں سے اہم خوبی دینِ متین کی تبلیغ و اشاعت ہے۔ تقریباً تین درجن کتب اہم موضوعات پر جناب کے قلم حقیقت رقم سے نکل کر قبولیتِ عامہ حاصل کر چکی ہیں حال ہی میں آپ نے حرمین شریفین کی تاریخ سے متعلق ایک ضخیم کتاب "تاریخ حرمین شریفین" کے نام سے تالیف فرمائی ہے اس وقت ہمارے پیشِ نظر یہی کتاب ہے۔ اس کتاب میں حضرت قاری صاحب نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ زادہما اللہ تشریفاً و تکریماً کی تاریخ وہاں کے فضائل و مناقب کو انتہائی پُرکشش اور دلنشین انداز میں بیان فرمایا ہے جس سے قاری کے دل میں مقاماتِ مقدسہ کی عظمت و محبت اور ان مقامات کی زیارت کی تڑپ اور شوق پیدا ہوتا ہے۔

کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلے حصہ میں سات ابواب کے تحت مکہ مکرمہ کی مکمل تاریخ اور اس کے فضائل و مناقب ذکر کیے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں چار ابواب کے تحت مدینہ منورہ کی مکمل تاریخ وہاں کے فضائل و مناقب اور وہاں کے دیگر مقامات مقدسہ کا تذکرہ کیا گیا ہے، موقع بہ موقع مقامات مقدسہ کی قدیم تصاویر بھی لگائی گئی ہیں جس سے کتاب کی رونق دو بالا ہو گئی ہے۔

اندازِ بیان انتہائی سادہ اور دلنشین ہے کتاب شروع کر کے جب تک ختم نہ کر لیں چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔

یہ کتاب جہاں تاریخ کے قاری کے لیے ایک بہترین راہنما کی حیثیت رکھتی ہے وہیں حرمین شریفین کی زیارت کے لیے جانے والے خوش نصیب حضرات کے لیے بھی ایک قیمتی تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب دامت برکاتہم کو اس کی تالیف پر جزائے خیر مرحمت فرمائے

اور آپ کا سایۂ عاطفت سلامت رکھے تاکہ آپ کے قلم سے اس قسم کے شاہکار نکلتے رہیں

○

نام کتاب : عقیدۃُ اہلِ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السّلام

تصنیف : مولانا حکیم محمود احمد ظفر

صفحات : ۱۵۲

سائز : ۳۶×۲۳/۱۶

قیمت :

ناشر : ادارہ معارفِ اسلامیہ مُبارک پُورہ سیالکوٹ

اسلام کے مسلّمہ عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو یہودیوں کے شر سے بچانے کے لیے آسمان پر اُٹھالیا تھا۔ آپ وہاں زندہ و سلامت ہیں قربِ قیامت میں اس دُنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ دجال سے آپ کا مقابلہ ہوگا۔ خنزیر کو قتل اور جزیہ کو ختم فرمائیں گے"۔ اسی عقیدہ کو مختصر الفاظ میں "عقیدہ حیاتِ عیسیٰ و نزولِ مسیح" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ تمام اہلِ اسلام کا یہ اجماعی عقیدہ ہے جو شروع سے چلا آرہا ہے۔ پہلے مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کی پارٹی نے اس عقیدہ سے انحراف کیا تھا منکرین حدیث اور نیچری بھی اس کا انکار کرنے لگے۔ زیرِ نظر کتاب "عقیدۃُ اھل الاسلام" میں اس عقیدہ سے متعلق تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ مصنّف زید مجدہم نے شروع کتاب میں ذکر فرمایا ہے کہ آنجہانی مرزا قادیانی پہلے حیات عیسیٰ کا قائل تھا۔ بارہ برس تک اس کا یہی عقیدہ رہا بعد میں وہ اس عقیدہ سے پھر گیا۔ اس کے بعد مصنّف نے اس عقیدہ کے اثبات پر کتاب و سُنّت سے مضبوط دلائل پیش فرمائے ہیں اور اس ضمن میں قادیانیوں کے اعتراضات کے جوابات دیے ہیں آخر میں قادیانیوں کے دلائل ذکر کر کے اُن کا رَد فرمایا ہے۔

کتاب اپنے موضوع پر ایک عمدہ کاوش ہے، طلباء کے لیے عموماً اور مبلغین ختمِ نبوّت کے لیے خصوصاً ایک گراں قدر عطیہ ہے۔

(ن ــــ ا)

○

آئندہ صدی اور سائنسی پیش گوئیاں

سائنسی ناول لکھنے والے عالمی شہرت کے ناول نگار آرتھر سی کلارک کا دعوٰی ہے کہ اگلی صدی عیسوی میں ۳۱ دسمبر ۲۱۰۰ء تک بڑے بڑے عجیب و غریب اور عقلِ انسانی کو دنگ کر دینے والے واقعات رونما ہوں گے۔ کلارک صاحب کا موضوع چونکہ سائنس ہے اس لیے ان کی بیشتر پیش گوئیاں سائنس کے میدان تک محدود ہیں۔ مثال کے طور پر اکتوبر ۱۹۹۷ء میں لانچ کیا جانے والا تحقیقاتی سیارہ جولائی ۲۰۰۰ء کو سرطان کے ستارے پر اُتر کر اس کے چاندوں اور ہالے کا مطالعہ شروع کر دے گا اور اکتوبر ۱۹۸۹ء میں لانچ کی جانے والی جوپیٹر اور اس کے ستاروں کی تحقیق بھی شروع ہو جائے گی اور اسی سال (۲۰۰۰ء) میں یورپ کے منجمد سمندروں کے نیچے کی "زندگی" بھی دریافت کی جا سکتی ہے۔

آرتھر سی کلارک کے اندازے کے مطابق سن ۲۰۰۲ء میں پہلا صاف اور محفوظ طاقت پیدا کرنے والا اور تھوڑی حرارت کا ایٹمی ری ایکٹر تجارتی بنیادوں پر مارکیٹ میں آجائے گا اور تیل کے ایندھن کا کام لینے والے دَور کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ہی بہت سے تیل پیدا کرنے والے ملکوں میں سیاسی زلزلے نمودار ہوں گے اور سن ۲۰۰۳ء میں کاریں اور موٹریں تیار کرنے والی صنعتوں کو نوٹس مل جائے گا کہ وہ پانچ سال کے اندر اندر اپنے پٹرول اور ڈیزل سے چلنے والے انجن صاف اور محفوظ طاقت پیدا کرنے والی ایٹمی ایجاد میں تبدیل کر لیں۔ ۲۰۰۴ء میں پہلا انسانی کلون ہوگا جس کا سرِعام اعتراف کیا جائے گا۔ ۲۰۰۵ء میں مریخ سے لانچ کیا گیا مصنوعی سیارہ زمین پر اُترے گا۔ ۲۰۰۹ء میں شمالی کوریا میں غلطی سے ایک ایٹم بم چل جانے سے ایک شہر تباہ ہو جائے گا اور اُس کے فوراً بعد اقوامِ متحدہ ایک مختصر اجلاس میں تمام ایٹمی اسلحہ تباہ کر دینے کا حکم جاری کرے گی۔ ۲۰۱۰ء میں مافیا کے "بڑے بھائیوں" کے زبردست احتجاج کے باوجود برقی آلات کی مدد سے دُنیا بھر کے معاشروں کو پیشہ ور مجرموں سے پاک کر دیا جائے گا۔ ۲۰۱۲ء میں خلائی سفر کی کمرشل فلائیٹ شروع ہوگی۔ جتنا عرصہ رائیٹ برادرز کی پرواز سے ڈی سی تھری کی پرواز تک خرچ ہُوا اس سے دوگنا عرصہ یوری گیگارین کے خلائی سفر اور خلائی کمرشل فلائیٹ میں لگے گا۔ ۲۰۱۵ء میں اپنے زیادہ کار آمد استعمال کی وجہ سے سکے اور تانبے کی قیمت

سونے سے دوگنی ہوجائے گی۔ ۲۰۱۷ء میں ہلٹن والے پہلا خلائی ہوٹل کھولیں گے اور آرتھر سی کلارک جنہیں "سر" کا خطاب مل چکا ہوگا۔ اس ہوٹل کے پہلے مہمانوں میں شامل ہوں گے اور اپنی ایک سوویں سالگرہ منائیں گے

ایسے بہت سے اندازے لگاتے ہوئے آرتھر سی کلارک یہ پیشین گوئی کرتے ہیں کہ سن ۲۰۲۰ء میں "مصنوعی ذہانت" ایجاد کرلی جائے گی جو ایک ٹوپی یا ہیلمٹ کی شکل میں ہوگی اور اسے استعمال کرنے کے لیے انسان اپنے سر کے بال مونڈ دے گا۔ چنانچہ "وِگیں" بنانے کی صنعت کو بہت ترقی ملے گی۔ ۲۰۲۳ء میں روباٹ اور کمپیوٹر کلوننگ کے ذریعے ڈائینا سور بنائے جائیں گے اور ڈزنی فلوریڈا میں اُن کا "چڑیا گھر" بنائیں گے۔ گھریلو چوکیداری کا کام کتّوں کی بجائے نیولے سنبھال لیں گے۔ کیونکہ ان کے پالنے کا خرچ بہت کم ہوگا۔ ۲۰۴۰ء میں زمینی انسان خلاء سے انرجی اور کہکشاں سے روشنی حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے گا۔ یہاں تک کہ ضرورت کے مطابق کاربن بھی خلاء سے کشید کرے گا۔ ۲۰۴۵ء میں چلتے پھرتے گھر ایجاد ہوں گے جو کبھی ضائع نہیں ہوں گے اور جنہیں ضرورت کے مطابق تبدیل بھی کیا جاسکے گا۔ ۲۰۷۵ء میں خلائی زندگی کی صبح زمین، چاند، مریخ اور دوسرے بہت سے ستاروں اور سیاروں پر ایک ہی روز (چار اکتوبر) منائی جائے گی اس وقت تک زمین پر بُوڑھے ہوجانے والوں کو اپنی باقی زندگی گزارنے کے لیے چاند پر بھیج دینے کے منصوبے پر عمل شروع ہوچکا ہوگا۔

اگلی صدی کی سائنسی پیشین گوئیوں کے ساتھ کچھ دوسری پیشین گوئیاں بھی کی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر ۲۰۰۵ء میں دلائی لامہ تبت واپس چلے جائیں گے۔ ۲۰۰۷ء میں سری لنکا کی صدر چندریکا کمار اتنگا اپنے ملک میں امن بحال کرنے پر امن کا نوبل انعام حاصل کریں گی۔ ۲۰۱۶ء میں سنگاپور پہلا ملک ہوگا، جو اشتہاروں میں مبالغے پر پابندی لگادے گا۔ ۲۰۹۵ میں راکٹ اور ہوائی جہاز کی جگہ "اڑن کھٹولا" ایجاد ہوگا اور ۲۱۰۰ء میں تاریخ شروع ہوگی۔

آرتھر سی کلارک کی یہ تمام پیشین گوئیاں اس خوش فہمی پر مبنی ہیں کہ اگلی صدی میں سرمایہ داری نظام زندہ ہوگا

"گریبان" بشکریہ روزنامہ جنگ

۲۵ اگست ۱۹۹۹ء

دُنیا میں رسوا اور آخرت میں بھی
بے حیا قوم کی بے حیا شہزادی

روزنامہ جنگ ۲؍ستمبر نیویارک (این این آئی) آنجہانی شہزادی ڈیانا کے سابق محبوب جیمز ہیویٹ نے ڈیانا کے ساتھ اپنے خفیہ تعلقات کے انکشافات پر مبنی تحریر کردہ کتاب میں دعوٰی کیا ہے کہ شہزادہ ہیری کا اصلی باپ وہ خود ہے۔ نیویارک کے سٹار میگزین کے مطابق ہیویٹ کی اس نئی کتاب میں ایسے درجنوں خط شامل کیے گئے ہیں جس میں ڈیانا نے اس سے اپنی محبت کا اعتراف کیا ہے۔ سٹار رپورٹ کے مطابق ڈیانا نے اپنے دوسرے بیٹے ہیری کی پیدائش پر ہیوٹ کو لکھے گئے خط میں کہا ہے کہ "سب اس بچّے کو دیکھ رہے ہیں جبکہ تم اچھّی طرح جانتے ہو کہ یہ تمہارا بچّہ ہے"۔ نیویارک پوسٹ کی حالیہ رپورٹ کے مطابق شہزادہ ہیری بالکل ہیویٹ کا ہم شکل ہے اس کے سر کے بالوں کا سُرخ رنگ بھی ہیویٹ جیسا ہے رپورٹ کے مطابق اگر ہیری اور ہیویٹ کی تصاویر آمنے سامنے رکھی جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کی باتوں میں کس حد تک سچائی ہے۔ سٹار رپورٹ نے ایک نامعلوم شاہی گارڈ کے حوالے سے کہا ہے کہ اس نے ڈیانا کے کچھ خطوط دیکھے تھے جن میں مدد کے لیے کسی کو پکارا گیا تھا اور اسی وجہ سے وہ ہیویٹ نامی فوجی کی طرف مائل ہو گئی جو کہ اُس کے بچّے کا باپ بھی ہو سکتا ہے۔ پرنس چارلس کے ساتھ تلخی کے بعد ڈیانا نے خود اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ "ہاں میں، ہیویٹ سے پیار کرتی ہوں اور میں اس کا نہایت احترام کرتی ہوں"۔ سٹار رپورٹ کے مطابق ہیویٹ نے اسے شادی کی آفر بھی کی تھی۔ ہیویٹ کے مطابق اُس نے ڈیانا کو فون پر کہا تھا کہ وہ اس سے محبّت کرتا ہے اور ہم ہمیشہ اکٹھے رہیں گے اور اس کے بعد ہیویٹ کو خلیج کی جنگ میں بھیج دیا گیا تھا۔ جب ہیویٹ سے ہیری کی اصل ولدیت کے بارے میں پُوچھا گیا تو اُنھوں نے نہ تو اس سے انکار کیا اور نہ اقرار کیا بلکہ ایک طویل خاموشی کے بعد صرف اتنا کہا کہ اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا ہوں۔ ہیویٹ کی کتاب جو کہ اکتوبر میں مارکیٹ میں آئے گی اس کے بارے میں ملکہ خود فیصلہ کریں گی۔ کیونکہ اس کتاب سے سب سے زیادہ شہزادہ ہیری متأثر ہو سکتا ہے اور اگر یہ ثابت ہو گیا کہ وہ پرنس چارلس کی حقیقی اولاد نہیں ہے تو اسے شاہی محل چھوڑنا پڑے گا۔

(روزنامہ جنگ جمعرات ۲؍ستمبر صفحہ ۱۶)

جوا اسلام نے اس لیے بھی حرام قرار دیا ہے کہ یہ عبادت اور حقوق سے غافل کرتا ہے

ٹوکیو (اے ایف پی) جاپان کے شہر تاکاساکی میں ایک ۱۸ سالہ لڑکی نے جوا کھیلنے کے چکر میں اپنے دو معصوم بیٹوں کی جان لے لی ہے۔ تفصیلات کے مطابق لڑکی شدید گرمی میں جب درجہ حرارت ۳۰ ڈگری سنٹی گریڈ تھا۔ اپنے دو بیٹوں جن کی عمریں ایک اور دو سال تھیں گاڑی میں لاک کر کے جوا خانہ چلی گئی۔ اگرچہ اس نے گاڑی کا ایئر کنڈیشنر آن رکھا لیکن وہ کسی وجہ سے تھوڑی دیر بعد بند ہو گیا۔ بچے تین گھنٹے تک گاڑی میں پڑے رہے جس کے نتیجہ میں اُنھیں سن سٹروک ہو گیا اور وہ دونوں چار دن بعد چل بسے۔ پولیس نے لڑکی کو دو انسانوں کے قتل کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے۔ پولیس حکام کے مطابق اس نوجوان لڑکی نے اپنی جان بچانے کے لیے یہ کہانی گھڑی کہ وہ اپنے لان میں کھڑی گاڑی میں بچّوں کو لٹا کر گھر کی صفائی میں لگ گئی جس دوران اُنھیں سن سٹروک ہو گیا تاہم تفتیش کے دوران اُس نے حقیقت بتا دی۔

(روزنامہ جنگ جمعرات ۲ ستمبر ص:۱)

صلاحیت مسلمان کی فائدہ اُٹھائیں کفّار

سان فرانسسکو (جنگ نیوز) امریکی خلائی تحقیقاتی ادارے ناسا نے بتایا ہے کہ امریکی اور پاکستانی انجینئرز کی مشترکہ کاوشوں سے ناسا کا سائنسی خلائی جہاز کامیابی سے مکمّل ہو گیا ہے جو دونوں ممالک کے لیے فخر اور خوشی کا باعث ہے۔ پاکستان کے انجینئر عاصم مغل نے یہ خلائی جہاز ڈیزائن اور تیّار کرنے میں امریکی انجینئرز کے ہمراہ اہم خدمات انجام دیں، وہ محکمہ آثارِ قدیمہ کے سابق ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر محمد رفیق مغل کے صاحبزادے ہیں۔ عاصم مغل پاکستان نیوز سروس کے بانی ایڈیٹر اور واشنگٹن سے شائع ہونیوالے بین الاقوامی اخبار انفارمیشن ٹائمز کے ادارتی رکن بھی ہیں۔

(روزنامہ جنگ جمعرات ۲ ستمبر صفحہ ۱)

اخبار الجامعہ

○ ۲؍ستمبر بروز جمعرات حضرت مولانا مفتی محمد عیسٰی صاحب مدظلہم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی، اسی روز رات کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد حسین شاہ صاحب مدظلہم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی

○ شروع ستمبر میں حضرت مولانا عبداللطیف صاحب ڈسکوی جامعہ تشریف لائے اور ردِّ عیسائیت پر طلبۂ جامعہ کو لیکچر دیا۔

○ ۱۱؍ستمبر کو عبدالجبار ابواحمد شامی جامعہ تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب و نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔ شیخ اِن دنوں لنڈن میں قیام فرما ہیں اور حزب التحریر نامی تنظیم کے پلیٹ فارم سے دُنیا میں قیام خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد میں مصروف ہیں۔

○ ۱۲؍ستمبر بروز پیر حضرت مولانا سیّد حامد علی شاہ صاحب مدظلہم خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے اور حضرت مہمم صاحب سے ملاقات کی۔

○ ۱۷؍ستمبر دوپہر کو مولانا عبدالغفور حیدری صاحب جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام تشریف لائے اور تھوڑی دیر قیام فرمایا۔

○ ۲۶؍ستمبر کو پروفیسر احمد علی ظفر صاحب مجسٹریٹ میانوالی تشریف لائے۔ مہتمم صاحب و نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

بقیہ : مارٹن لنگز

وان لم ينتهوا عما يقولون ليمسن الذين كفروا منهم عذاب اليم۔

بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے حالانکہ بجز ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں اور اگر یہ لوگ اپنے اقوال سے باز نہ آئے تو جو لوگ ان میں کافر رہیں گے اُن پر دردناک عذاب واقع ہوگا۔

بزمِ قارئین

مکرمی و محترمی مہتمم صاحب

السّلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ماہنامہ "انوارِ مدینہ" لاہور باقاعدگی سے ملتا رہتا ہے اور بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھنے کے لیے دیتا ہوں۔ کبھی کبھار باہمی مشاورت سے اس پر تبصرہ بھی پیش کرتا ہوں۔

ماہنامہ الحمدللہ وقت کے تقاضوں کے پیشِ نظر معیاری مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ "مولانا سعید خان صاحبؒ نمبر" کی اشاعت ایک اہم دینی خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمّت نصیب فرمائیں۔ منسلکہ آرٹیکل بعنوان "مولانا سعید خانؒ کا والہ نامہ" مذکورہ نمبر کے تحت ارسال خدمت ہے۔ آپ اِسے جس وقت مناسب سمجھیں شامل کر کے ممنون فرمائیں۔

محمد حنیف

(اسلام آباد)

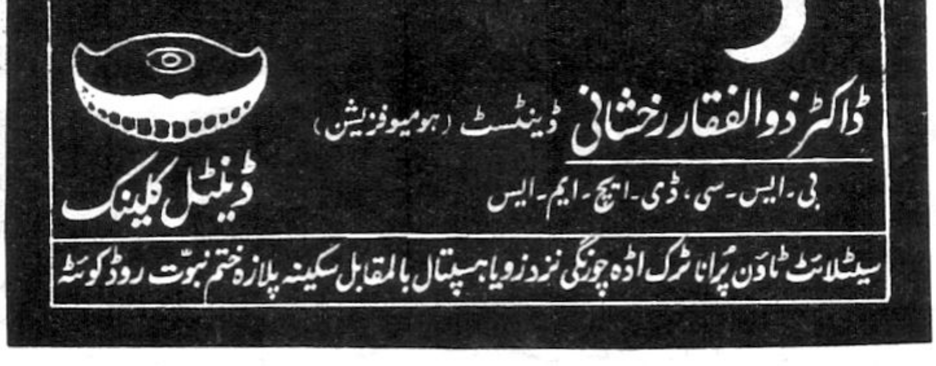

فاللہ ھو الولی

بمقام دار العلوم مدنیہ رسول پارک ملتان روڈ لاہور

بتاریخ
یکم شعبان
تا
۱۸ رمضان المبارک

دورۂ تفسیر قرآن

باسلوب
امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ

موضوع سور	دعاوی
ہر سورۃ کا ما حاصل	دلائل
سور کا باہمی ربط	احکام و استنباط
سیاست، امامت و خلافت	اعتبار و تاویل

استاذ العلماء و سرپرست مجاہدین
حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان
صدر مفتی و مہتمم جامعہ فتاح العلوم نوشہرہ سانسی (گوجرانوالہ)
نہایت شرح و بسط سے پڑھائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ

پیش آمدہ جدید فقہی مسائل و دیگر اہم مباحث مد نظر ہونگے۔

منجانب: اراکینِ دار العلوم مدنیہ

رسول پارک ○ ملتان روڈ ○ لاہور۔ فون: (042)7832305

پہنچنے کا راستہ: یادگار چوک سے ویگن نمبر ۱۳، اسٹیشن سے ویگن نمبر ۹، کوکا کولا سٹاپ مغرب کی طرف گلی

خوشنویس: محمد اعجاز شاہد، پل شوالہ ملتان